پہلی مرتبہ

تشکیل جدید اور اضافہ عنوانات کے ساتھ

تفسیر عثمانی

ترجمہ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

اضافہ عنوانات و تشکیل جدید

جناب محمد ولی رازی صاحب

داماد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت
اردو بازار، ۱۱ آئی آئی چندریگر روڈ
کراچی پاکستان 2213768

Sponsored by Ahmad Brothers

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مکیۃ ۶ ۵۵	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	اٰیاتہا ۱۶۵ رکوعاتہا ۲۰

سورۃ انعام مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ۱ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان اور نہایت رحم والا ہے ایک سو بیٹھ یا چھیاسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنایا اندھیرا اور اُجالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ اوروں

يَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ

کو برابر کئے دیتے ہیں ۲ وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم

تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③ وَمَا

شک کرتے ہو ۳ اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں ۴ جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۵ اور نہیں

تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا

آتی اُنکے پاس کوئی نشانی اُن کے رب کی نشانیوں میں سے مگر کرتے ہیں اُس سے تغافل ۶ سو بیشک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب

جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤

ان تک پہنچا سو اب آئی جاتی ہے اُنکے آگے حقیقت اُس بات کی جس پر ہنستے تھے ۷

(۱) **سورہ انعام کا نزول** یہ سورت مکی ہے۔ صرف چند آیات کو بعض علماء نے مستثنیٰ کیا ہے۔ روایات میں ہے کہ پوری سورت بیک وقت بے شمار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئی۔ مگر ابن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں ان روایات کی صحت سے انکار کیا ہے جو پوری سورت کے دفعۃً نزول پر دال ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابو اسحٰق اسفرائنی کہتے ہیں کہ توحید کے تمام اصول و قواعد پر یہ سورت مشتمل ہے۔

(۲) **توحید کے دلائل تخلیق کائنات** "مجوس" دنیا کے لئے دو خالق مانتے ہیں "یزداں" جو خالق خیر ہے اور "اہرمن" جو خالق شر ہے۔ اور دونوں کو نور ظلمت سے ملقب کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرک تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہیں۔ آریہ سماج باوجود ادعائے توحید "مادہ" اور "روح" کو خدا کی طرح غیر مخلوق اور انادی کہتے اور خدا کو اپنی صفت تکوین و تخلیق وغیرہ میں ان دونوں کا محتاج بتلاتے ہیں۔ عیسائیوں کو باپ بیٹے کا توازن و تناسب قائم رکھنے کے لئے آخر تین ایک اور ایک تین کا مشہور عقیدہ اختیار کرنا پڑا ہے۔ یہودیوں نے خدا تعالیٰ کے لئے وہ صفات تجویز کیں کہ ایک معمولی انسان بھی نہ صرف اس کا ہمسر بلکہ اُس سے برتر ہو سکتا ہے عرب کے مشرکین نے تو خدائی کی تقسیم میں یہاں تک سخاوت دکھلائی کہ شاید اُن کے نزدیک پہاڑ کا ہر پتھر، نوع انسانی کا معبود بننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ غرض آگ، پانی، سورج، ستارے، درخت، پتھر، حیوان کوئی چیز لوگوں نے نہ چھوڑی جسے خدائی کا کچھ حصہ نہ دیا اور عبادت و استعانت وغیرہ کے وقت اُسے خدا کی برابر نہ بٹھایا ہو

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

حالانکہ وہ ذات پاک جو تمام صفات کمال کی جامع اور ہر قسم کی خوبیوں کا منبع ہونے کی وجہ سے سب تعریفوں اور ہر طرح کی حمد و ثناء کی بلاشرکت غیرے مستحق ہے جس نے آسمان و زمین یعنی کل علویات و سفلیات کو پیدا کیا اور رات دن، اندھیرا، اُجالا علم و جہل، ہدایت و ضلالت، موت و حیات، غرض متقابل کیفیات اور متضاد احوال ظاہر فرمائے اُسے اپنے افعال میں نہ کسی حصہ دار یا مددگار کی ضرورت ہو سکتی ہے نہ بیوی اور اولاد کی، نہ اُس کی معبودیت اور الوہیت میں کوئی شریک ہو سکتا ہے نہ ربوبیت میں نہ اس کے ارادہ پر کوئی غالب آسکتا ہے اور نہ اُس پر کسی کا دباؤ اور زور چل سکتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ ان حقائق کو سمجھنے کے بعد بھی کس طرح لوگ کسی چیز کو خدائی کا مرتبہ دے دیتے ہیں۔

(۳) **تخلیق انسانی** اُوپر "عالم کبیر" کی پیدائش کا ذکر تھا یہاں "عالم صغیر" (انسان) کی خلقت کو بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو شروع میں بے جان مٹی سے آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کر کے کس طرح حیات اور کمالات انسانی فائض کئے اور آج بھی مٹی سے غذائیں نکلتی ہیں، غذاؤں سے نطفہ اور نطفہ سے انسان بنتے رہتے ہیں۔ غرض اس طرح تم کو عدم سے وجود میں لائے پھر ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا جبکہ آدمی دوبارہ اُسی مٹی میں جا ملتا ہے جس سے پیدا کیا گیا تھا۔ اسی پر قیاس کر سکتے ہو کہ "عالم کبیر" کی فنا کا بھی ایک وقت مقرر ہے جسے "قیامت کبریٰ" کہتے ہیں۔ "قیامت صغریٰ" یعنی شخصی موتیں چونکہ ہمیں پیش آتی رہتی ہیں۔ اُن کا علم بھی لوگوں کو ہوتا رہتا ہے لیکن "قیامت کبریٰ" کی ٹھیک مدت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے تعجب ہے کہ "عالم صغیر" یعنی انسانوں میں زندگی اور فنا کا سلسلہ دیکھتے ہوئے بھی "عالم کبیر" کی فنا میں کوئی آدمی تردد کرتا ہے۔

(۴) **اللہ کی قدرت اور علم کا بیان** یعنی تمام آسمانوں اور زمینوں میں تنہا وہ ہی معبود، مالک بادشاہ، متصرف اور مدبر ہے اور یہ نام مبارک (اللہ) بھی صرف اُسی کی ذات متعالی الصفات کے لئے مخصوص رہا ہے۔ پھر اوروں کے لئے استحقاق معبودیت کہاں سے آیا

(۵) جب تمام زمین و آسمان میں اُسی کی حکومت ہے اور وہ بلاواسطہ ہر کھلی چھپی چیز اور انسان کے ظاہر و باطن اور چھوٹے بڑے عمل پر مطلع ہے تو عابد کو اپنی عبادت و استعانت وغیرہ میں کسی غیر اللہ کو شریک ٹھہرانے کی ضرورت نہیں رہتی مشرکین جو "ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی" کہا کرتے تھے۔ یہ اُن کا اور اُن کے ہمنواؤں کا جواب ہوا۔ اور پہلے "وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ" سے جو قیامت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ یہاں سلسلہ مجازات پر متنبہ فرما دیا کہ زمین و آسمان میں حکومت ہماری ہے اور تمہارے سب کھلے چھپے نیک و بد اعمال بھی ہمارے علم میں موجود ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ تم یوں ہی مہمل چھوڑ دیے جاؤ۔

(۶) "آیات" میں احتمال ہے کہ تکوینی آیات مراد ہوں یا تنزیلی۔

(۷) **مکذبین اور اُن کا انجام** حق سے مراد غالباً قرآن کریم ہے۔ جو نشانہائے قدرت سے تغافل برتنے والوں کی بدانجامی اور دنیوی و اُخروی سزا کو بیان کرتا ہے۔ اُسے سُن کر منکرین تکذیب و استہزاء کرتے تھے۔ اُنہیں جتلا دیا کہ جس بات پر تم ہنستے اور آوازے کستے ہو وہ حقیقت ثابتہ بن کر عنقریب تمہارے سامنے آجائیگی۔ آگے اُن اقوام کا حوالہ دیا ہے جو آیات اللہ کی تکذیب و استہزاء اور بداعمالیوں کی بدولت ہلاک کی گئیں۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا

کیا دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے اُن سے پہلے اُمتیں جن کو جما دیا تھا ہم نے ملک میں اتنا کہ جتنا تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے

السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا

اُن پر آسمان کو لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی اُن کے نیچے پھر ہلاک کیا ہم نے انکو اُنکے گناہوں پر اور پیدا کیا ہم نے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ

اُن کے بعد اور اُمتوں کو ف۸ اور اگر اُتاریں ہم تجھ پر لکھا ہوا کاغذ میں پھر چھولیویں وہ اُس کو اپنے ہاتھوں سے البتہ کہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا

گے کافر یہ نہیں ہے مگر صریح جادو ف۹ اور کہتے ہیں کیوں نہیں اُترا اُس پر کوئی فرشتہ ف۱۰ اور اگر ہم اُتارتے فرشتہ

لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

تو طے ہو جاوے قصہ پھر اُن کو مہلت بھی نہ ملے ف۱۱ اور اگر ہم رسول بنا کر بھیجتے کسی فرشتہ کو تو وہ بھی آدمی ہی کی صورت میں ہوتا اور اُنکو اُسی شبہہ میں ڈالتے جس میں

يَلْبِسُوْنَ ۝٩ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اب پڑ رہے ہیں ف۱۲ اور بلاشبہہ ہنسی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے پھر گھیر لیا اُن سے ہنسی کرنے والوں کو اُس چیز نے کہ جس پر

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١ قُلْ لِّمَنْ ع ۱ ۷

ہنسا کرتے تھے ف۱۳ تو کہہ دے کہ سیر کرو ملک میں پھر دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ف۱۴ پوچھ کہ کس کا ہے

مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا

جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں کہہ دے اللہ کا ہے اُس نے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی البتہ تم کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن تک کہ

رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٢

اُس میں کچھ شک نہیں جو لوگ نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے ف۱۵

(۸) **عاد و ثمود کی ہلاکت** یعنی عاد و ثمود وغیرہ جن کو تم سے بڑھ کر طاقت اور سامان دیا گیا تھا۔ بارشوں اور نہروں کی وجہ سے اُن کے باغ اور کھیت شاداب تھے، عیش و خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ جب اُنہوں نے بغاوت و تکذیب پر کمر باندھی اور نشانہائے قدرت کی ہنسی اڑانے لگے، تو ہم نے اُن کے جرموں کی پاداش میں ایسا پکڑا کہ نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑا پھر اُن کے بعد دوسری اُمتیں پیدا کیں اور منکرین و مکذبین کے ساتھ یہ ہی سلسلہ جاری رہا کیا۔ مجرمین تباہ ہوتے رہے اور دنیا کی آبادی میں کچھ خلل نہیں پڑا۔

(۹) **مشرکین مکہ کے قرآن پر شبہات** بعض مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ اگر آپ آسمان سے ایک لکھی لکھائی کتاب لے آئیں اور اُس کے ساتھ چار فرشتے بھی ہوں جو ہمارے سامنے ہو کر گواہی دیں کہ بیشک یہ کتاب خدا کی بھیجی ہوئی ہے۔ تو ہم ایمان لے آئیں گے اُس کا جواب دیا کہ جو لوگ بحالت موجودہ قرآن کو جادو اور اس کے لانے والے کو جادوگر بتلاتے ہیں اگر واقعی ہم ان پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی آسمان سے اُتار دیں جسے یہ ہاتھوں سے چھو کر معلوم کر لیں کہ کوئی تخییل یا نظر بندی نہیں ہے۔ تب بھی یہ ہی کہیں گے کہ یہ تو صریح جادو ہے جس بدبخت کے حصہ میں ہدایت نہیں ہوتی اُس کا شبہ کبھی نہیں مٹتا۔

(۱۰) **فرشتہ بھیجنے کا مطالبہ** یعنی جو ہمارے روبرو ہو کر ان کے صدق کی گواہی دیتا۔

(۱۱) **مشرکین کے مطالبوں کو پورا نہ کرنے کی حکمت** اگر فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے تو یہ لوگ ایک منٹ کے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

لئے بھی اس کا تحمل نہ کر سکیں اُس کے رُعب و ہیبت سے دم نکل جائے۔ یہ صرف انبیاء علیہم السلام ہی کا ظرف ہوتا ہے۔ جو اصلی صورت میں فرشتہ کی رویت کا تحمل کر سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں دو مرتبہ حضرت جبرئیلؑ کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا ہے۔ اور کسی نبی کی نسبت ایک مرتبہ بھی ثابت نہیں۔ دوسرے اگر ان لوگوں کی ایسی عظیم الشان خارق عادت فرمائش پوری کر دی جائے اور اُس پر بھی نہ مانے جیسا کہ اُن کے معاندانہ احوال و اطوار سے ظاہر ہے تو سنتہ اللہ کے موافق پھر قطعاً مہلت نہ دی جائے گی اور ایسا عذاب آئیگا جو فرمائش کرنے والوں کو بالکل نیست و نابود کر دیگا۔ اس لحاظ سے اس طرح کی فرمائشوں کا پورا نہ کرنا بھی عین رحمت سمجھنا چاہیئے۔

(۱۲) چونکہ فرشتہ کو اصلی صورت میں بھیجنے کی نفی تو پہلی آیت میں ہو چکی اب دوسرے احتمال کا جواب دیتے ہیں وہ یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں بھیجا جائے، کیونکہ اسی صورت میں مجانست صوری کی بناء پر لوگ اُس کے نمونہ اور تعلیم سے منتفع ہو سکتے ہیں لیکن اس تقدیر پر منکرین کے شبہات کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ جو شکوک و شبہات رسول کے بشر ہونے پر کرتے تھے وہ ملک کے بصورت بشر آنے پر بھی بدستور کرتے رہیں گے۔

(۱۳) **آنحضرتؐ کو تسلی** معاندین کی فرمائشوں کا جواب دینے کے بعد حضور کی تسلی کی جاتی ہے کہ آپ اُن کے استہزاء اور تمسخر سے دلگیر نہ ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ انبیائے سابقین کو بھی ان ہی حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ پھر جو اُن کے مکذبین اور دشمنوں کا حشر ہوا سب کے سامنے ہے۔ ان کو بھی خدا اُسی طرح سزا دے سکتا ہے جو اگلے مجرموں کو دی گئی۔

(۱۴) **سیاحت کا مقصد** یعنی ملک کی سیر و سیاحت اور تباہ شدہ اقوام کے آثار کا ملاحظہ کرنے کے بعد کے اگر نظر عبرت سے واقعات ماضیہ کو دیکھو گے تو انبیاء کی تکذیب کرنے والی قوموں کا جو انجام دنیا میں ہوا وہ صاف نظر آجائیگا اُسی سے قیاس کر لو کہ جب تکذیب کرنیوالوں کا یہ حشر ہوا تو استہزاء کرنیوالوں کا کیا حشر ہوگا۔

(۱۵) **قیامت برحق ہے** جب تمام آسمان و زمین میں اُسی خدا کی حکومت ہے جیسا کہ مشرکین کو بھی اقرار تھا تو مکذبین و مستہزئین کو فوری سزا سے کہاں پناہ مل سکتی ہے؟ یہ صرف اُس کی رحمت عامہ ہے کہ جرائم کو دیکھ کر فوراً سزا جاری نہیں کرتا اور قیامت کے دن بھی جو بلاشبہ آنے والا ہے محض اُن ہی بدبختوں کو بے ایمانی کی سزا دیگا جو باختیار خود جان بوجھ کر اپنے کو نقصان و ہلاکت کے گڑھے میں ڈال چکے ہیں۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آرام پکڑتا ہے رات میں اور دن میں اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا تو کہہ دے کیا اور کسی کو بناؤں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنانیوالا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ

ہے آسمانوں اور زمین کا ف۱۶ اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھلاتا ف۱۷ کہہ دی مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم ماننوں ف۱۸ اور تو ہرگز نہ ہو

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ

شرک والا تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے ف۱۹ جس پر سے ٹل گیا وہ

عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

عذاب اُس دن تو اُس پر رحم کر دیا اللہ نے اور یہی ہے بڑی کامیابی ف۲۰

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۶) **اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں** قل لمن ما فی السموات والارض میں مکان کی تعمیم تھی لہ ما سکن فی اللیل والنہار میں زمانہ کے اعتبار سے تعمیم ہے یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اسی کی حکومت اور قبضہ و اقتدار ہے۔ ہر وہ چیز جو رات میں یا دن میں آرام سے زندگی بسر کرتی اور کتنے معلوم و نامعلوم دشمنوں سے مامون و محفوظ رہتی ہے۔ یہ اُسی کی رحمت کاملہ کے آثار میں سے ہے قل من یکلأکم باللیل والنہار من الرحمٰن (انبیاء) وہ ہی ہے جو دن کے شور و غل اور رات کے اندھیرے اور سناٹے میں ہر ایک کی پکار سُنتا اور سب کی حوائج و ضروریات کو بخوبی جانتا ہے۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ ایسے پروردگار کو چھوڑ کر کسی اور سے مدد طلب کرنا کہاں تک موزوں ہوگا۔

(۱۷) کھلانا اشارہ ہے سامان بقاء کی طرف۔ یعنی ایجاد و ابقاء دونوں میں اُسی کے سب محتاج ہیں اُس کو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز میں بھی ہماری احتیاج نہیں پھر اُس سے علیحدہ ہو کر کسی کو مددگار بنانا انتہائی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

(۱۸) **آنحضرتؐ کو اطاعت کا حکم** ایسے پروردگار کے احکام کے سامنے جس کی صفات اوپر مذکور ہوئیں ضروری ہے کہ سب بندے بلا شرکت غیرے گردن ڈال دیں اور سب سے پہلے اُس اکمل ترین بندہ کو انتہائی انقیاد و تسلیم کا حکم ہے جو تمام دنیا کے لئے نمونہ طاعت و عبودیت بنا کر بھیجا گیا تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۹) یہ آپ پر رکھ کر اوروں کو سنایا گیا ہے یعنی بفرض محال اگر خدا کے معصوم و برگزیدہ ترین بندے سے بھی کسی طرح کا عصیان سرزد ہو تو عذاب الٰہی کا اندیشہ ہوتا ہے پھر کسی دوسرے کو کب لائق ہے کہ باوجود شرک و کفر اور تکذیب انبیاء وغیرہ ہزاروں طرح کے جرائم میں مبتلا ہونے کے عذاب الٰہی سے بے فکر اور مامون ہو کر بیٹھ رہیں۔

(۲۰) **اللہ کے عذاب سے مامون ہونا ہی اصل کامیابی ہے** جنت اور رضائے الٰہی کے اعلیٰ مدارج کا حاصل کرنا تو بہت اونچا مقام ہے۔ اگر آدمی سے قیامت کے دن کا عذاب ٹل جائے تو یہ ہی بہت بڑی کامیابی سمجھو۔ کما قال عمر رضی اللہ عنہ کفافا لا لی ولا علیّ۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

اور اگر پہنچاوے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اُسکو دور کرنیوالا نہیں سوا اُسکے اور اگر تجھ کو پہنچاوے بھلائی تو وہ ہر چیز پر قادر

قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ

ہے اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا ف۲۱ تو پوچھ سب سے بڑا گواہ کون ہے کہہ

اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ

دے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان ف۲۲ اور اتارا ہی مجھ پر یہ قرآن تاکہ تم کو اُس سے خبردار کردوں اور جس کو یہ پہنچے کیا تم

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ

گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دونگا کہہ دے وہی ہے معبود ایک اور میں

بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

بیزار ہوں تمہارے شرک سے ف۲۳

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۲۱) **نفع ونقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے** | دنیا یا آخرت میں جو تکلیف یا راحت خدا کسی کو پہنچانا چاہے، نہ کوئی مقابلہ کرکے روک سکتا ہے اور نہ اُس کے غلبہ واقتدار کے نیچے سے نکل کر بھاگ سکتا ہے۔ وہ ہی پوری طرح خبردار ہے کہ کس بندے کے کیا حالات ہیں اور ان حالات کے مناسب کس قسم کی کارروائی قرین حکمت ہوگی۔

(۲۲) جب یہ فرمایا کہ خدا ہی سب نفع وضرر کا مالک، تمام بندوں پر غالب وقاہر اور رتی رتی سے خبردار ہے تو اس کی شہادت سے زبردست اور بے لوث شہادت کس کی ہوسکتی ہے۔ پس میں بھی اپنے تمہارے درمیان اُسی کو گواہ ٹھہراتا ہوں۔ کیونکہ میں نے دعویٰ رسالت کرکے جو کچھ اُس کے پیغامات تم کو پہنچائے اور جو کچھ تم نے اُس کے جواب میں میرے ساتھ اور خود پیغام ربانی کے ساتھ برتاؤ کیا وہ سب اُس کی آنکھ کے سامنے ہے وہ خود اپنے علم محیط کے موافق میرا اور تمہارا فیصلہ کردے گا۔

(۲۳) **آنحضرتؐ کا شرک سے براءت کا اعلان** | یعنی اگر سمجھو تو میرے صدق پر خدا کی یقینی اور کھلی ہوئی شہادت یہ قرآن موجود ہے جو اپنے کلام الٰہی ہونے پر خود ہی اپنی دلیل ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ میرا کام یہ ہے کہ تم کو اور ہر اُس شخص کو جس یہ کلام پہنچے خدائی پیغام سے خبردار کردوں جس میں توحید ومعاد وغیرہ تمام اصول دین کی ہدایت کی گئی ہے کیا اس قدر اتمام حجت ہوچکنے اور ایسا قطعی اور صریح پیغام توحید سُننے کے بعد بھی تم یہ ہی کہتے رہو گے کہ خدا کے سوا اور بھی معبود ہیں۔ تم کو اختیار ہے جو چاہو کہو۔ میں تو کبھی ایسا حرف زبان پر نہیں لاسکتا بلکہ صاف صاف اعلان کرتا ہوں کہ لائق عبادت صرف وہ ہی ایک خدا ہے۔ باقی جو کچھ تم شرک کرتے ہو میں اُس سے قطعاً بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتا ہوں۔ (تنبیہ) "ومن بلغ" نے بتلادیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جن وانس اور مشرق ومغرب کے لئے ہے۔

وقف لازم ۲ ع ۲

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا

جن کو ہم نے دی ہی کتاب وہ پہچانتے ہیں اُسکو جیسی پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جو لوگ نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

نہیں لاتے ف۲۴ اور اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلادے اُسکی آیتوں کو بلاشک بھلائی نصیب نہیں ہوتی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ

ظالموں کو ف۲۵ اور جس دن ہم جمع کرینگے اُن سب کو پھر کہیں گے اُن لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا تھا کہاں ہیں شریک تمہارے جن کا

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ

تم کو دعویٰ تھا ف۲۶ پھر نہ رہیگا اُنکی پاس کوئی فریب مگر یہی کہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہی ہم نہ تھے شرک کرنیوالے ف۲۷ دیکھو تو

كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۭ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئیں اُن سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے ف۲۸

(۲۴) **اہل کتاب کو آنحضرتؐ کی نبوت کا یقین** | یعنی اس کے علاوہ کہ میری صداقت کا خدا گواہ ہے اور قرآن کریم اُس کی ناطق اور ناقابل تردید شہادت دے رہا ہے وہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) بھی جن کی طرف کتب سماویہ کا عالم سمجھ کر تم میرے معاملہ میں رجوع کرتے ہو، اپنے دلوں میں پورا یقین رکھتے ہیں کہ بلاشبہ میں وہ ہی "نبی آخر الزماں" ہوں جس کی بشارت انبیائے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

سابقین دیتے چلے آئے ہیں۔ اُن کو جس طرح بہت سے بچوں میں سے اپنی اولاد کے شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت کے معلوم کرنے میں بھی کوئی شبہ اور دھوکہ نہیں ہے۔ البتہ حسد، کبر، تقلید آباؑ اور حُب جاہ و مال وغیرہ اجازت نہیں دیتے کہ مشرف بایمان ہو کر اپنی جانوں کو نقصان دائمی اور ہلاکت ابدی سے بچائیں

(۲۵) آخرت میں مشرکین کی حالت یعنی نبی نہ ہو اور خدا پر افتراء کر کے دعویٰ نبوت کر بیٹھے یا سچے نبی سے جس کی صداقت کے دلائل واضحہ موجود ہوں، خدائی پیام سُن کر تکذیب پر کمربستہ ہو جائے، ان دونوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور سنتہ اللہ یہ ہے کہ ظالم کو انجام کار کامیابی اور بھلائی نصیب نہیں ہوتی۔ پس اگر فرض کرو۔ معاذ اللہ میں مفتری ہوں تو ہرگز کامیاب نہ ہونگا اور تم مکذب ہو جیسا کہ دلائل سے ظاہر ہے تو تمہاری خیریت نہیں۔ لہٰذا حالات میں غور کر کے اور انجام سوچ کر عاقبت کی فکر کرو۔ اور اس دن سے ڈرو جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ابن کثیرؒ نے آیت کے یہ ہی معنی لئے ہیں اور بعض مفسرین نے "افتراء علی اللہ" سے مشرکین کا شرک مراد لیا جیسا کہ آگے "وضل عنھم ما کانوا یفترون" میں اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۶) یعنی جن کی نسبت تم کو دعویٰ تھا کہ وہ خدائی کے حصّہ دار اور شدائد میں تمہارے شفیع و مددگار ہیں، آج ایسی سختی اور مصیبت کے وقت کہاں چلے گئے کہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آتے۔

(۲۷) یعنی بجز انکار واقعات کے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑیگی۔ باطل معبودین کی جس عقیدت و محبت میں مفتوں ہو رہے تھے۔ اُس کی حقیقت صرف اتنی رہ جائے گی کہ ساری عمر کے عقیدے اور تعلق سے بھی انکار کر بیٹھیں گے۔

(۲۸) یعنی اس صریح جھوٹ سے مشرکین کی انتہائی بدحواسی اور شرکاء کی غایت بے چارگی اور درماندگی کا اظہار ہوگا۔ کاش مشرکین اس رسواکن انجام کو دنیا ہی میں سمجھ لیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ

اور بعضے اُن میں کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف اور ہم نے اُن کے دلوں پر ڈال رکھی ہیں پردی تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا اُنکے کانوں میں بوجھ اور اگر

يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ

دیکھ لیں تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں اُن پر ف۲۹ یہاں تک کہ جب آتے ہیں تیرے پاس تجھ سے جھگڑنے کو تو کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہے یہ

اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں

يَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَي النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ

سمجھتے ف۳۰ اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ کھڑے کئے جاویں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیجے جاویں اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور

نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

ہو جاویں ہم ایمان والوں میں ف۳۱ کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو چھپاتے تھے پہلے ف۳۲ اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کئے

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ف۳۳

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۲۹) **معترفین کی ہدایت سے محرومی** | یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جو بغرض اعتراض وعیب جوئی قرآن کریم اور حضور کی باتوں کی طرف کان لگاتے تھے۔ ہدایت سے منتفع ہونا اور حق کو قبول کرنا مقصود نہ تھا۔ نصیحت وہدایت سے ممتد اعراض اور کانشنس کی مسلسل تعطیل کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ قبول حق کے وسائل وقویٰ انجام کار ماؤف ہو کر رہ گئے۔ حق کے سمجھنے سے اُن کے دل محروم کر دیے گئے۔ پیغام ہدایت کا سُننا کانوں کو بھاری معلوم ہونے لگا آنکھیں نظر عبرت سے ایسی خالی ہو گئیں کہ ہر قسم کے نشانات دیکھ کر بھی ایمان لانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ اور لطف یہ ہے کہ اس حالت موت پر قانع ومسرور بھی ہیں۔ بلکہ فخر کے لہجہ میں اس کا اعلان کرتے ہیں۔ سورۂ حٰمٓ السجدہ میں ہے "فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ" اس آیت سے معلوم ہوا کہ سماع آیات سے منتفع نہ ہونا اور دلوں پر پردہ پڑ جانا خود اُن کے اعراض کا نتیجہ تھا اور یہ اعراض ہی اس کیفیت کے حدوث کا سبب ہوا ہے۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا (لقمان) اسباب پر مسببات کا مرتب کرنا چونکہ خالق جلّ علا کے سوا کسی کا کام نہیں ہو سکتا اسی لئے آیت حاضرہ "وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً" میں پردے وغیرہ ڈالنے کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کر دی گئی۔

(۳۰) **مشرکین ناسمجھ ہیں** | یعنی ان میں نہ فہم رہا ہے نہ انصاف۔ ایمان لانا اور ہدایت ربانی سے منتفع ہونا تو کجا، ان کی غرض تو حضور کی خدمت میں آنے سے صرف مجادلہ (جھگڑنا) اور پھبتیاں اڑانا ہے۔ چنانچہ قرآنی حقایق وبیانات کو معاذ اللہ اساطیر الاولین کہتے ہیں۔ پھر اس تکذیب اور جدل وتمسخر پر اکتفاء نہیں کوشش یہ ہے کہ دوسروں کی طرف بھی اپنی بیماری کا تعدیہ کریں چنانچہ لوگوں کو حق سے روکتے ہیں اور خود بھی اُس سے دور بھاگتے ہیں تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے قبول حق سے نفور وبیزار ہو جائیں مگر ان تمام ناپاک کوششوں سے نہ بحمد اللہ دین حق کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے وہ تو غالب ہو کر رہے گا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، کہ اُن کی عصمت ورفعت کا تکفل حق تعالیٰ فرما چکا ہے۔ ہاں یہ احمق خود اپنے لئے ہلاکت ابدی کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔ اور سمجھتے بھی نہیں کہ ہم اپنے ہاتھ سے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

(۳۱) **آخرت میں مشرکین کا افسوس وندامت** | یعنی آیات اللہ کی تکذیب واستہزاء وغیرہ ساری فوں فاں اُس وقت تک ہے جب تک خدائی سزا کا ہولناک وہولمناک منظر سامنے نہیں۔ جس وقت دوزخ کی ذرا سی ہوا بھی لگ جائے گی تو ساری شیخی کرکری ہو جائیگی اور ہزار تمنا یہ درخواست کرینگے کہ ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے۔ تاکہ آئندہ کبھی اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور پکے ایماندار بن کر رہیں۔ "اَلْاٰنَ قَدَامَتْ وَمَا يَنْفَعُ النَّدَامُ"۔

(۳۲) یعنی اب بھی دنیا میں واپس جانے کی تمنا عزم صحیح اور ایمانی رغبت وشوق سے نہیں بلکہ جب مجازاۃ ومکافات عمل کا وہ منظر سامنے آگیا جسے باوجود وضوح ادلّہ انکار کے پردہ میں چھپایا کرتے تھے، عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھ لیا، تمام اعمال شنیعہ کا جو چھپ چھپ کر کئے جاتے تھے راز فاش ہو گیا، ابھی ابھی جو واللہ ربنا ما کنا مشرکین کہہ چکے تھے اس جھوٹ کی بھی قلعی کھل گئی، غرضیکہ بدی کے جو اثرات مخفی اور غیر مرئی طور پر اندر ہی اندر ان نالائقوں کے دلوں میں پرورش پا رہے تھے وہ دردناک عذاب کی صورت میں ممثل ہو کر سامنے آگئے، تو محض جان بچانے کے لئے دوبارہ دنیا میں واپس کئے جانے کی تمنا کرنے لگے۔

(۳۲) **مشرکین جھوٹے ہیں** | یعنی اب بھی جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں واپس ہو کر پکے ایماندار بن جائیں گے اور ہرگز آیات

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

اللہ کی تکذیب نہ کریں گے یہ اشقیاء اگر دنیا میں واپس کر دیے جائیں تو بدی اور شرارت کی جو قوتیں ان میں رکھی ہیں پھر انہی کو کام میں لائیں گے اور جس مصیبت سے گھبرا کر واپس جانے کی تمنا کر رہے ہیں اسی خواب و خیال کی طرح فراموش کر دیں گے۔ جیسا کہ بسا اوقات دنیوی مصائب و مہالک میں پھنس کر آدمی انابت و توبہ اختیار کر لیتا ہے پھر جہاں چند روز گذرے کچھ بھی یاد نہیں رکھتا کہ اس وقت کیا عہد و پیمان کئے تھے۔ کان لم یدعنا الی ضر مسہ۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى

اور کہتے ہیں ہمارے لئے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا ف۳۴ اور کاش کی تو دیکھے جس وقت وہ کھڑے کئے جاویں گے اپنے

رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۳ ۹

رب کے سامنے فرمائیگا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے اپنے رب کی فرمائیگا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے ف۳۵

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا

تباہ ہوئے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ جب آ پہنچے گی ان پر قیامت اچانک تو کہیں گے اے افسوس کیسی کوتاہی

فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ

ہم نے اس میں کی اور وہ اٹھاویں گے اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو جاؤ کہ برا بوجھ ہے جسکو وہ اٹھاویں گے ف۳۶ اور نہیں ہے زندگانی

الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ

دنیا کی مگر کھیل اور جی بھلانا اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے کیا تم نہیں سمجھتے ف۳۷ ہم کو معلوم ہے

اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

(۳۴) یعنی خوب مزے اڑا لو۔ دنیوی عیش کو خواہ مخواہ فکر آخرت سے منغض ع مت کرو۔ یہ ہی حال آج کل یورپ کے مادہ پرستوں کا ہے۔

(۳۵) یعنی جب حقیقت آنکھوں کے سامنے آجائے گی اور "بعث بعد الموت" وغیرہ کے اقرار سے چارہ نہ رہیگا، تب کہا جائیگا کہ انکار حقیقت اور "کفر بالمعاد" کا مزہ چکھو۔

(۳۶) انسان کی بڑی شقاوت اور بدبختی یہ ہے کہ "لقاء اللہ" سے انکار کرے اور زندگی کے اس بلند ترین مقصد کو جھوٹ سمجھے۔ یہاں تک کہ جب موت یا قیامت سر پر آکھڑی ہو تب بے فائدہ کف افسوس ملتا رہ جائے کہ ہائے میں نے اپنی دنیوی زندگی میں یا یوم قیامت کے لئے تیاری کرنے میں کیسی ناقابل تلافی کوتاہی کی اس وقت اس افسوس و حسرت سے کچھ نہ ہوگا۔ جرموں اور شرارتوں کے بارگراں کو جس سے اس کی پشت خمیدہ ہوگی، یہ ناوقت کا تاسف و تحسر ذرا بھی ہلکا نہ کر سکیگا۔

(۳۷) کفار تو یہ کہتے تھے کہ دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی ہی نہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ فانی اور مکدر زندگانی حیات اخروی کے مقابلہ میں محض ہیچ اور بے حقیقت ہے۔ یہاں کی زندگی کے صرف ان ہی لمحات کو زندگی کہا جا سکتا ہے جو آخرت کی درستی

ع مکدر۔ رنجیدہ ۱۲۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

میں خرچ کئے جائیں بقیہ تمام اوقات جو آخرت کی فکر و تیاری سے خالی ہوں ایک عاقبت اندیش کے نزدیک لہو و لعب سے زائد وقعت نہیں رکھتے۔ پرہیزگار اور سمجھدار لوگ جانتے ہیں کہ ان کا اصلی گھر آخرت کا گھر اور ان کی حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا

اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے رسول تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر یہاں تک کہ پہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ

نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں کچھ حالات رسولوں کے ف۳۸ اور اگر تجھ پر گراں ہے ان کا منہ پھیرنا تو اگر

اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى

تجھ سے ہو سکے کہ ڈھونڈھ نکالے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لاوے انکے پاس ایک معجزہ اور اگر اللہ چاہتا تو جمع کر دیتا سب کو سیدھی

الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۘ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ

راہ پر سو تو مت ہو نادانوں میں ف۳۹ مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو زندہ کریگا اللہ پھر

اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ

اسکی طرف لائے جاوینگے ف۴۰ اور کہتے ہیں کیوں نہیں اتری اس پر کوئی نشانی اسکے رب کی طرف سے ف۴۱ کہہ دے کہ اللہ کو قدرت ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی لیکن

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰۗىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا

اُن میں اکثر نہیں جانتے ف۴۲ اور نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنی دو بازوؤں سے مگر امتیں ہیں تمہاری طرح ہم

فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ ف۴۳

نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہونگے

(۳۸) خلائق پر آنحضرت کی شفقت خلائق کے حال پر شفقت و ہمدردی سارے جہان سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ڈالی گئی تھی۔ آپ ان بدبختوں کی تکذیب و اعراض، مستقبل کی تباہی اور مشرکانہ و ملحدانہ کلمات سے سخت رنج اور صدمہ محسوس فرماتے تھے۔ ان آیات میں آپ کو تسلی اور ان اشقیاء کو دھمکی دی گئی ہے کہ آپ ان کے اعراض و تکذیب سے اس قدر دلگیر اور بے چین نہ ہوں، یہ لوگ جو تکذیب کر رہے ہیں فی الحقیقت آپ کو نہیں جھٹلاتے کیونکہ آپ کو تو پہلے سے بالاتفاق صادق و امین سمجھتے تھے، بلکہ خدا کی آیات و نشانات کا جو پیغمبر علیہ السلام کی تصدیق و تبلیغ کے لئے بھیجی گئی ہیں، جان بوجھ کر از راہ ظلم و عناد انکار کر رہے ہیں۔ تو آپ بھی ان ظالموں کا معاملہ خدا کے سپرد کر کے مطمئن ہو جایئے۔ وہ خود ان کے ظلم اور آپ کے صبر کا پھل دینے والا ہے۔ انبیائے سابقین کے ساتھ بھی جن کے کچھ حالات آپ کو سنائے جا چکے ہیں ان کی قوموں نے تکذیب و ایذاء رسانی کا برتاؤ کیا، جس پر خدا کے معصوم پیغمبر نہایت اولوالعزمی سے صبر کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حسب وعدہ خدا کی مدد پہنچی اور بڑے زبردست متکبرین کے مقابلہ میں ان کو مظفر و منصور کیا گیا۔ آپ سے جو نصر و ظفر کے وعدے کئے گئے ہیں ایک ایک کر کے پورے ہونگے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں مگر خدا کا وعدہ نہیں ٹل سکتا۔ کس کی طاقت ہے جو خدا کی باتوں کو بدل ڈالے یعنی جو اس نے کہا ہے اسے واقع نہ ہونے دے۔ مکذبین کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی جنگ حقیقۃً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نہیں بلکہ رب محمدؐ سے ہے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

جس نے اُن کو اپنا سفیر اعظم اور معتمد بنا کر کھلے نشانات کے ساتھ بھیجا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اُن خدائی نشانات کی تکذیب ہے۔

(۳۹) **کفّار کا مطالبہ معجزات** کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نبی ہیں تو ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا نشان رہنا چاہئے جسے ہر کوئی دیکھ کر یقین کرنے اور ایمان لانے پر مجبور ہو جایا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام دنیا کی ہدایت پر حریص تھے شاید آپ کے دل نے چاہا ہو گا کہ ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا جائے، اس لئے حق تعالیٰ نے یہ تربیت فرمائی کہ تکوینیات میں مشیت الٰہی کے تابع رہو۔ تکوینی مصالح اس کو مقتضی نہیں کہ ساری دنیا کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا جائے ورنہ خدا تو اس پر بھی قادر تھا کہ بدون توسط پیغمبروں اور نشانوں کے شروع ہی سے سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ جب خدا کی حکمت ایسے مجبور کن معجزات اور فرمائشی نشانات دکھلانے کو مقتضی نہیں تو مشیت الٰہی کے خلاف کسی کو طاقت کہاں ہے کہ وہ زمین یا آسمان میں کہیں سرنگ یا سیڑھی لگا کر ایسا فرمائشی اور مجبور کن معجزہ نکال کر دکھلا دے۔ خدا کے قوانین حکمت و تدبیر کے خلاف کسی چیز کے وقوع کی اُمید رکھنا نادانوں کا کام ہے۔

(۴۰) یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں گے جن کے دل کے کان بہرے ہو گئے وہ سنتے ہی نہیں۔ پھر مانیں کس طرح؟ ہاں یہ کافر جو قلبی و روحانی حیثیت سے مُردوں کی طرح ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے اور اُن چیزوں کو مانیں گے۔ جن کا انکار کرتے تھے۔

(۴۱) یعنی اُن نشانیوں میں سے کوئی نشانی کیوں نہ اُتری، جن کی وہ فرمائش کرتے تھے۔ کما فی قولہ تعالیٰ وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل رکوع ۱۰) ورنہ ویسے تو آپ پر بے شمار علمی و عملی معجزات و نشانات بارش کی طرح اُترتے رہتے تھے۔

(۴۲) یعنی خدا فرمائشی معجزات دکھلانے سے عاجز نہیں۔ لیکن جن قوانین حکمت و رحمت پر نظام تکوین کی بنیاد ہے، تم میں کے اکثر اُن کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اُن قوانین کا اقتضا یہی ہے کہ تمام فرمائشی معجزات نہ دکھلائے جائیں۔

(۴۳) **فرمائشی معجزات نہ دکھلانے کی حکمت** ان آیات میں بعض حکمتوں پر متنبہ کیا گیا ہے جو فرمائشی نشانات نہ دکھلائے جانے میں مرعی ہیں۔ یعنی تمام حیوانات خواہ زمین پر رینگتے ہوں یا ہوا میں اُڑتے ہوں، وہ بھی انسانوں کی طرح ایک اُمت ہیں اُن میں سے ہر نوع کو حق تعالیٰ نے ایک خاص وضع اور فطرت پر پیدا کیا جو اُن کے معین خواص و افعال کے دائرہ میں کام کرتی ہے۔ کوئی جانور اپنے افعال و حرکات کے محدود حلقہ سے جو قدرت نے باعتبار اُس کی فطرت و استعداد کے مشخص کر دیے ہیں، ایک قدم باہر نہیں نکال سکتا۔ چنانچہ ابتدائے آفرینش سے آج تک کسی حیوان نے اپنی نوع کے محدود دائرہ عمل میں کسی طرح ہر چیز کی استعداد و فطرت کو خیال کر لیجئے حق تعالیٰ کے علم قدیم اور لوح محفوظ میں تمام انواع و اجناس کی تدبیر و تربیت کے اصول و فروع منضبط ہیں۔ کوئی چیز نہ اس زندگی میں اور نہ مرنے کے بعد اس مکمل انضباط و انتظام سے باہر جا سکتی ہے انسان جنس حیوان میں "با اختیار اور ترقی کُن" حیوان ہے اسی کسب و اختیار اور ترقی کُن عقل و تمیز کی موجودگی نے اُس کے "نظام تکوینی اور قانون حیات" کو دوسرے تمام حیوانات سے ایسا اعلیٰ اور ممتاز بنا دیا ہے کہ اب اُسے حیوان کہتے بھی شرم آتی ہے۔ وہ

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

برخلاف باقی حیوانات کے دیکھنے سُننے اور پوچھنے سے نئی نئی معلومات حاصل کرتا اور قوۃ فکریہ سے ان کو ترتیب دے کر "حیات جدید" کی طرف ترقی کرتا رہتا ہے وہ نیک و بد میں تمیز کرنے، نافع و ضار کے پہنچاننے، آغاز و انجام سمجھنے پر قادر، اور کسی عمل کے کرنے یا چھوڑنے میں فی الجملہ آزاد ہے۔ اِسی لئے اس کو خدا کی جانب سے ایسے نشانات دکھلائے جاتے ہیں جن میں غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے اور فکر و کسب کی فطری آزادی کو سلب کرنے والے نہ ہوں۔ اور اگر وہ خدا کے دیے ہوئے قوائے عقلیہ سے ٹھیک طور پر اُن میں غور کرے تو اُسے حق و باطل اور نیک و بد کی تمیز کرنے میں کچھ دقت نہ ہو۔ پس ایسے فرمائشی نشانات و معجزات کی درخواست کرنا جو بہمہ وجوہ ایمان لانے پر مجبور کر دیں، انسان کی فطری آزادی اور اُس کے نظام ترکیبی کو تباہ کرنے بلکہ انسان کو عام حیوانات کی صف میں اُتار لانے کا مرادف ہے۔ اور اگر فرمائشی نشان بہمہ وجوہ مجبور کُن نہ ہوں تو اُن کا دکھلانا بیکار ہے۔ کیونکہ اُن میں بھی وہی غیر ناشی عن دلیل شکوک و شبہات پیدا کر لئے جائیں گے۔ جو ہزاروں غیر فرمائشی نشانات میں کئے جا چکے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ

اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ف۴۴ جسکو چاہے اللہ گمراہ کرے ف۴۵ اور جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ

مُّسْتَقِيْمٍ (۳۹) قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ

پر تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۰) بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۗءَ وَتَنْسَوْنَ مَا

تم سچے ہو بلکہ اُسی کو پکارتے ہو پھر دور کر دیتا ہے اُس مصیبت کو جسکے لئے اُسکو پکارتے ہو اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے ہو جنکو

تُشْرِكُوْنَ (۴۱) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ (۴۲)

شریک کرتے تھے ف۴۶ اور ہمنے رسول بھیجے تھے بہت سی اُمتوں پر تجھ سے پہلے پھر اُن کو پکڑا ہمنے سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑاویں

فَلَوْلَآ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا

پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا اُن پر عذاب ہمارا لیکن سخت ہو گئے دل اُنکے اور بھلے کر دکھلائے اُن کو شیطان نے جو کام وہ کر

يَعْمَلُوْنَ (۴۳) فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا

رہے تھے پھر جب وہ بھول گئے اُس نصیحت کو جو انکو کی گئی تھی کھول دیے ہمنے ان پر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے اُن چیزوں پر جو

اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (۴۴)

اُنکو دی گئیں پکڑ لیا ہمنے اُنکو اچانک پس اُس وقت وہ رہ گئے ناامید ف۴۷

(۴۴) نہ کہنے والے کی سنتے ہیں نہ خود دوسرے سے پوچھتے ہیں اور نہ اندھیرے میں کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ جب سب قویٰ اپنے بے اعتدالیوں سے بیکار کر لئے تو حق کی تصدیق و قبول کا کیا ذریعہ ہو؟

(۴۵) گمراہ کرنا اسی کو چاہتا ہے جو خود ذرائع ہدایت کو اپنے اوپر مسدود کر لیتے ہیں ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

الارض واتبع ھواہ (اعراف رکوع ۲۲)۔

(۴۶) **مشرکین مصیبت میں اللہ ہی کو پکارتے ہیں** جب اندھے بہرے گونگے ہو کر آیات اللہ کو جھٹلایا اور گمراہی کے عمیق غار میں جا پڑے۔ اس پر اگر دنیا میں یا قیامت میں خدا کا سخت عذاب نازل ہو تو سچ سچ بتلاؤ کہ خدا کے سوا اُس وقت کسے پکارو گے۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی مصیبتوں میں بھی جب گھر جاتے ہو تو مجبور ہو کر اُسی خدائے واحد کو پکارتے ہو اور سب شرکاء کو بھول جاتے ہو فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔ جس پر اگر خدا چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور بھی کر دیتا ہے۔ اسی سے اندازہ کر لو کہ نزول عذاب یا ہول قیامت سے بچانے والا بجز خدا کے اور کون ہو سکتا ہے پھر یہ کس قدر حماقت اور اندھا پن ہے کہ اُس خدا کی عظمت و جلال کو فراموش کر کے اُس کی نازل کی ہوئی آیات کی تکذیب اور فرمائشی آیات کا مطالبہ کرتے ہو۔

(۴۷) **پچھلی اُمتوں کا انجام** گذشتہ آیت میں عذاب آنے کا احتمال بیان ہوا تھا اب واقعات کا حوالہ دیتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں اس طرح کے عذاب آ چکے ہیں۔ نیز متنبہ فرمادیا کہ جب مجرم کو ابتداءً ہلکی تنبیہ کی جائے تو اُس کو معاً خدا کی طرف رجوع ہونا چاہئے سخت دلی اور اغوائے شیطانی سے اُسے ہلکا نہ سمجھے موضح القرآن میں ہے کہ گنہگار کو اللہ تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے، اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر بھلا دیا اور وسعت عیش کے دروازے کھولے۔ جب نعمتوں کی شکر گذاری اور انعام و احسان سے متاثر ہونے کے بجائے خوب گناہ میں غرق ہوا تو دفعۃً بے خبر پکڑا گیا یہ ارشاد ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے۔ یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ

پھر کٹ گئی جڑ اُن ظالموں کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا ف۴۸ تو کہہ دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمہارے کان

وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

اور آنکھیں اور مہر کر دے تمہارے دلوں پر ف۴۹ تو کون ایسا رب ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے ف۵۰ دیکھ ہم کیونکر طرح طرح سے بیان

الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ

کرتے ہیں باتیں پھر بھی وہ کنارہ کرتے ہیں تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا اچانک ف۵۱ یا ظاہر ہو کر تو کون ہلاک ہوگا

اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ

ظالم لوگوں کے سوا ف۵۲ اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے کو پھر جو کوئی ایمان لایا اور

اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

سنور گیا تو نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں۔

(۴۸) ظالموں کا استیصال بھی اُس کی ربوبیت عامہ کا اثر اور مجموعہ عالم کے لئے رحمت عظیم ہے اسی لئے یہاں حمد و شکر کا اظہار فرمایا

(۴۹) کہ نہ تم سُن سکو نہ دیکھ سکو نہ دل سے سمجھ سکو۔

(۵۰) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "یعنی توبہ میں دیر نہ کرے۔ جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے" اور اس لئے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

توبہ واستغفار کی توفیق نہ ہو سکے۔

(۵۱) "اچانک" یعنی وہ عذاب جس کی کچھ علامات پہلے سے ظاہر نہ ہوں۔ ولہذا "بَغْتَةً" سے مراد وہ عذاب ہوگا جس کے آنے سے قبل علامات ظاہر ہونے لگیں۔

(۵۲) یعنی توبہ میں دیر نہ کرنا چاہیئے۔ شاید اس دیر میں عذاب پہنچ جائے جس کا خمیازہ صرف ظالموں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر پہلے ہی ظلم وعدوان سے توبہ کر چکا ہوگا تو اس عذاب سے بچ رہے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اُنکو پہنچیگا عذاب اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے ف۵۳ تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ

خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں ف۵۴ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہہ دے کب برابر

يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ع ۵ ۱۱

ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۵۵ اور خبردار کر دے اس قرآن سے اُن لوگوں کو جنکو ڈر ہے اسکا کہ وہ جمع ہونگے اپنے رب کے سامنے

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

اس طرح پر کہ اللہ کے سوا نہ کوئی انکا حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنیوالا ف۵۶ تاکہ وہ بچتے رہیں ف۵۷ اور مت دور کر اُن لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ

صبح اور شام چاہتے ہیں اُسی کی رضا ف۵۸ تجھ پر نہیں ہے اُن کے حساب میں سے کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے

عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا

اُن پر ہے کچھ کہ تو اُن کو دُور کرنے لگے پس ہو جاویگا تو بے انصافوں میں ف۵۹ اور اسی طرح ہم نے آزمایا ہے بعضے لوگوں کو بعضوں سے تاکہ کہیں

اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا ہم سب میں کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنیوالوں کو ف۶۰

(۵۳) **بعثت انبیاء کا مقصد** یعنی تم جو عذاب الٰہی سے نڈر اور بے فکر ہو کر بیہودہ فرمائشیں اور دور از کار سوالات کر کے پیغمبر علیہا الصلوٰۃ والسلام کو دق کرتے اور اُن کی تصدیق کے لئے خود ساختہ معیار تراشتے ہو، خوب سمجھ لو کہ پیغمبر دنیا میں اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری ایسی واہی تباہی فرمائشیں پوری کرتے رہا کریں۔ اُن کی بعثت کی غرض صرف "تبشیر وانذار" اور "تبلیغ وارشاد" ہے۔ وہ خدا کی طرف سے اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ فرمانبرداروں کو بشارات سنائیں اور نافرمانوں کو اُن کے انجام بد پر متنبہ کر دیں آگے ہر شخص کی کمائی اس کے ساتھ ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کی باتوں پر یقین کیا اور اعتقاداً وعملاً اپنی حالت درست کر لی، حقیقی امن اور چین اس کو نصیب ہوا اور جس نے خدا کی آیات کو جھٹلا کر ہدایت الٰہی سے روگردانی کی وہ نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے سخت تباہی اور عذاب عظیم کے نیچے آگیا۔ العیاذ باللہ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۵۴) **منصب رسالت کی حقیقت** اس آیت میں منصب رسالت کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یعنی کوئی شخص جو مدعی نبوت ہو، اس کا دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ تمام مقدورات الٰہیہ کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں کہ جب اس سے کسی امر کی فرمائش کی جائے وہ ضرور ہی کر دکھلائے یا تمام معلومات غیبیہ وشہادیہ پر خواہ اُن کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو اس کو مطلع کر دیا گیا ہے کہ جو کچھ تم پوچھو، وہ فوراً بتلا دیا کرے۔ یا نوع بشر کے علاوہ وہ کوئی اور نوع ہے جو لوازم وخواص بشریہ سے اپنی برأت ونزاہت کا ثبوت پیش کرے۔ جب ان باتوں میں سے وہ کسی چیز کا مدعی نہیں تو فرمائشی معجزات اس سے طلب کرنا یا ازراہ تعنّت وعناد اس قسم کا سوال کرنا کہ "قیامت کب آئے گی" یا یہ کہنا کہ "یہ رسول کیسے ہیں جو کھانا کھاتے اور بازاروں میں خرید وفروخت کے لئے جاتے ہیں" اور ان ہی امور کو معیار تصدیق وتکذیب ٹھہرانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

(۵۵) **نبی اور غیر نبی کا فرق** یعنی اگرچہ پیغمبر نوع بشر سے علیحدہ کوئی دوسری نوع نہیں۔ لیکن اُس کے اور باقی انسانوں کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔ انسانی قوتیں دو قسم کی ہیں علمی وعملی۔ قوت علمیہ کے اعتبار سے نبی اور غیر نبی میں اعمیٰ وبصیر (اندھے اور سوانکھے) کا تفاوت سمجھنا چاہئے۔ نبی کے دل کی آنکھیں ہر وقت مرضیات الٰہی اور تجلیات ربانی کے دیکھنے کے لئے کھلی رہتی ہیں، جس کے بلاواسطہ مشاہدہ سے دوسرے انسان محروم ہیں۔ اور قوت عملیہ کا حال یہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اپنے قول وفعل اور ہر ایک حرکت وسکون میں رضائے الٰہی اور حکم خداوندی کے تابع ومنقاد ہوتے ہیں وحی سماوی اور احکام الٰہیہ کے خلاف نہ کبھی اُن کا قدم اٹھا سکتا ہے نہ زبان حرکت کر سکتی ہے۔ اُن کی مقدس ہستی اخلاق واعمال اور کل واقعات زندگی میں تعلیمات ربانی اور مرضیات الٰہی کی روشن تصویر ہوتی ہے جسے دیکھ کر غور وفکر کرنے والوں کو اُن کی صداقت اور مامور من اللہ ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہ سکتا۔

(۵۶) یعنی جو لوگ فرمائشی معجزات دکھلائے جانے پر اپنے ایمان کو موقوف رکھتے اور ازراہ تعنّت وعناد آیات اللہ کی تکذیب پر تلے ہوئے ہیں، اُن سے قطع نظر کیجئے۔ کیونکہ تبلیغ کا فرض ادا ہو چکا اور اُن کے راہ راست پر آنے کی توقع نہیں اب وحی الٰہی (قرآن) کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو متنبہ کرنے کا مزید اہتمام فرمائیے جن کے دلوں میں محشر کا خوف اور عاقبت کی فکر ہے۔ کیونکہ ایسے ہی لوگوں سے اُمید ہو سکتی ہے کہ نصیحت سے متاثر اور ہدایت قرآنی سے منتفع ہوں۔

(۵۷) یعنی یہ سُن کر گناہ سے بچتے رہیں۔

(۵۸) یعنی رات اور دن اُس کی عبادت میں حُسن نیت اور اخلاص کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔

(۵۹) یعنی جب اُن کا ظاہر حال یہ بتلا رہا ہے کہ شب وروز خدا کی عبادت اور رضا جوئی میں مشغول رہتے ہیں تو اسی کے مناسب اُن سے معاملہ کیجئے۔ اُن کا باطنی حال کیا ہے، یا آخری انجام کیا ہوگا، اس کی تفتیش ومحاسبہ پر معاملات موقوف نہیں ہو سکتے۔ یہ حساب نہ آپ کا اُن کے ذمہ ہے نہ اُن کا آپ کے۔ لہٰذا اگر بالفرض آپ دولتمندوں کی ہدایت کی طمع میں اِن غریب مخلصین کو اپنے پاس سے ہٹانے لگیں تو یہ بات بے انصافی کی ہوگی۔ "موضح القرآن" میں ہے "کافروں میں بعض سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا دل چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس بیٹھتے ہیں رذیل لوگ۔ ہم اُن کے برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر یہ آیت اُتری۔ یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں۔ اُن ہی کی خاطر مقدم ہے"۔

(۶۰) یعنی دولتمندوں کو غریبوں سے آزمایا ہے کہ اُن کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں"۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ

اور جب آویں تیری پاس ہماری آیتوں کے ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہے تم پر لکھ لیا ہی تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ

کوئی کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیک ہوجاوے تو بات یہ ہی کہ وہ ہی بخشنے والا مہربان اور اسی طرح ہم تفصیل

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ کھل جاوے طریقہ گنہگاروں کا ف۶۱ تو کہہ دے مجھ کو روکا گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں انکی جن کو تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ

اللہ کے سوا تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک اب تو میں بہک جاؤنگا اور نہ رہونگا ہدایت پانے والوں میں ف۶۲ تو کہہ دے

اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ

کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی اور تم نے اسکو جھٹلایا ف۶۳ میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو ف۶۴ حکم کسی کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات

وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہی تو کہہ اگر ہوتی میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا جھگڑا درمیان میرا اور درمیان تمہارے ف۶۵ اور اللہ خوب جانتا ہی

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ

ظالموں کو اور اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی کہ انکو کوئی نہیں جانتا اسکے سوا اور وہ جانتا ہی جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی

وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾

پتا مگر وہ جانتا ہی اسکو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہی ف۶۶

(۶۱) **مومنین کو خوشخبری** پہلے فرمایا تھا کہ پیغمبر تبشیر و انذار کے لئے آتے ہیں، چنانچہ اس رکوع کے شروع میں وانذر بہ الذین یخافون الخ" سے شان انذار کا استعمال تھا۔ اب مومنین کے حق میں شان تبشیر کا اظہار ہے یعنی مومنین کو کامل سلامتی اور رحمت و مغفرت کی بشارت سنا دیجئے تاکہ ان غریبوں کا دل بڑھے اور دولتمند متکبرین کے طعن و تشنیع اور تحقیر آمیز برتاؤ سے شکستہ خاطر نہ رہیں۔ اسی لئے ہم احکام و آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ نیز اس لئے کہ مومنین کے مقابلہ میں مجرمین کا طریقہ بھی واضح ہوجائے (تنبیہ) یہ جو فرمایا کہ "جو کوئی کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے" اس سے شاید یہ غرض ہو کہ مومن جو برائی اور معصیت کرتا ہے خواہ نادانستہ ہو یا جان بوجھ کر، وہ فی الحقیقت اس برائی اور گناہ کے انجام بد سے ایک حد تک ناواقف اور بے خبر ہی ہو کر کرتا ہے۔ اگر گناہ کے تباہ کن نتائج کا پوری طرح اندازہ اور استحضار ہو تو کون شخص ہے جو اس پر اقدام کی جرأت کرے گا۔

(۶۲) **مشرکین کو انذار** گذشتہ آیت میں وہ چیزیں بیان ہوئیں جو مومنین سے کہنے کے لائق ہیں۔ اس رکوع میں ان امور کا تذکرہ ہے جو مجرمین اور مکذبین کے حق میں قابل خطاب ہیں۔ یعنی آپ فرما دیجئے کہ میرا ضمیر، میری فطرت، میری عقل، میرا نور شہود اور وحی الٰہی جو مجھ پر اترتی ہے، یہ سب مجھ کو اس سے روکتے ہیں کہ میں توحید کامل کے جادہ سے ذرا بھی قدم ہٹاؤں۔ خواہ تم کتنے ہی حیلے اور

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

تدبیریں کرو میں کبھی تمہاری خوشی اور خواہش کی پیروی نہیں کر سکتا۔ بفرض محال اگر پیغمبر کسی معاملہ میں وحی الٰہی کو چھوڑ کر عوام کی خواہشات کا اتباع کرنے لگیں تو خدا نے جنہیں ہادی بنا کر بھیجا تھا معاذ اللہ وہ ہی خود بہک گئے، پھر ہدایت کا بیج دنیا میں کہاں رہ سکتا ہے۔

(۶۳) یعنی میرے پاس خدا کی صاف و صریح شہادت اور واضح دلائل پہنچ چکیں، جن کے قبول سے سرمو انحراف نہیں کر سکتا۔ تم اُس کو جھٹلاتے ہو تو اس کا انجام سوچ لو۔

(۶۴) یعنی عذاب الٰہی۔ چنانچہ کفّار کہتے تھے، "اللّٰھم ان کان ھٰذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم" (اگر یہ حق ہے جس کی ہم تکذیب کر رہے ہیں تو آپ آسمان سے ہم پر پتھروں کی بارش کر دیجیے یا ہم پر اور کوئی سخت عذاب بھیج دیجیے)۔

(۶۵) **عذاب دینا اور فیصلہ کرنا رسول کا کام نہیں** یعنی جس پر چاہے، جب چاہے اور جس قسم کا چاہے عذاب بھیجے یا نہ بھیجے ویسے ہی توبہ کی توفیق مرحمت فرما دے یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ کسی کا حکم اور زور اُس کے سوا نہیں چلتا وہ دلائل و براہین کے ساتھ حق کو بیان کر دیتا ہے۔ پھر جو نہ مانیں اُن کے متعلق بہترین فیصلہ کرنے والا بھی وہ ہی ہے۔ اگر اُن کا فیصلہ کرنا یا سزا دینا میرے قبضہ اختیار میں ہوتا۔ اور یہ نزول عذاب میں جلدی چاہنے والے مجھ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تو اب تک کبھی کا جھگڑا ختم ہو چکا ہوتا۔ یہ تو خدا ہی کے علم محیط، حلم عظیم، حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا پرتو ہے کہ بے شمار مصالح و حکم کی رعایت کرتے ہوئے باوجود پوری طرح جاننے اور قدرت رکھنے کے ظالموں پر فوراً عذاب نازل نہیں کرتا۔ آئندہ آیات میں اُس کے علم محیط اور قدرت کاملہ کا ذکر ہے تاکہ ثابت ہو کہ تاخیر عذاب جہل یا عجز کی بناء پر نہیں۔

(۶۶) **اللہ کا علم ازلی اور لوح محفوظ** یعنی لوح محفوظ میں ہے۔ اور لوح محفوظ میں جو چیز ہو گی وہ علم الٰہی میں پہلے ہو گی، اس اعتبار سے مضمون آیت کا حاصل یہ ہوا کہ عالم غیب و شہادت کی کوئی خشک و تر اور چھوٹی بڑی چیز حق تعالیٰ کے علم ازلی محیط سے خارج نہیں ہو سکتی۔ بناء "علیہ ان ظالموں کے ظاہری و باطنی احوال اور اُن کی سزا دہی کے مناسب وقت و محل کا پورا پورا علم اسی کو ہے (تنبیہ) "مفاتیح" کو جن علماء نے مفتح بفتح المیم کی جمع قرار دیا ہے انہوں نے "مفاتیح الغیب" کا ترجمہ "غیب کے خزانوں" سے کیا اور جن کے نزدیک مفتح بکسر المیم کی جمع ہے وہ "مفاتیح الغیب" کا ترجمہ مترجم رحمہ اللہ کے موافق کرتے ہیں، یعنی "غیب کی کنجیاں"، مطلب یہ ہے کہ غیب کے خزانے اور اُن کی کنجیاں صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ہی اُن میں سے جس خزانہ کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی پر کھول سکتا ہے کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اپنے حواس و عقل وغیرہ آلات ادراک کے ذریعہ سے علوم غیبیہ تک رسائی پا سکے یا جتنے غیوب اُس پر منکشف کر دیے گئے ہیں اُن میں از خود اضافہ کر لے کیونکہ علوم غیبیہ کی کنجیاں اُس کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں۔ خواہ لاکھوں کروڑوں جزئیات و واقعات غیبیہ پر کسی بندے کو مطلع کر دیا گیا ہو۔ تاہم غیب کے اصول و کلیات کا علم جن کو "مفاتیح غیب" کہنا چاہیئے، حق تعالیٰ نے اپنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰٓى أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ

اور وہ ہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں ف۶۷ اور جانتا ہے جو کچھ کر تم کر چکے ہو دن میں ف۶۸ پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اُس میں تاکہ پورا ہو وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ف۶۹ پھر اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ ع ۱۳

تم لوٹائے جاؤ گے پھر خبر دے گا تم کو اسکی جو کچھ تم کرتے ہو ف۷۰ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى

نگہبان ف۷۱ یہاں تک کہ جب آپہنچے تم میں سے کسی کو موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اُسکو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ف۷۲ اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ف۷۳ پھر پہنچائے جاویں گے اللہ کی

اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ

طرف جو مالک ان کا ہے سچا سُن رکھو حکم اُسی کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ف۷۴ تو کہہ کون تم کو بچالاتا ہے جنگل کے اندھیروں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ

سے اور دریا کے اندھیروں سے اس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اُسکو گڑگڑا کر اور چپکے سے کہ اگر ہم کو بچالیوے اس بلا سے تو البتہ ہم ضرور احسان مانیں گے تو کہہ دے

اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ

اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو ف۷۵ تو کہہ اُسی کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ

عذاب ف۷۶ اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کرکے اور چکھاوے ایک کو لڑائی ایک کی ف۷۷ دیکھ کس کس

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾

طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جاویں ف۷۸ اور اُسکو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر داروغہ

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ اُس کو جان لوگے ف۷۹

(۶۷) **معاد کا بیان** یعنی شب میں سوتے وقت ظاہری احساس و شعور باقی نہیں رہتا۔ اور آدمی اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔ گویا اس وقت یہ قوتیں اُس سے لے لی گئیں۔

(۶۸) یعنی دن میں جو کچھ چلنا پھرنا، نقل و حرکت اور کسب و اکتساب واقع ہوتا ہے وہ سب کامل تفصیل کے ساتھ خدا کے علم میں موجود ہے۔

(۶۹) یعنی اگر وہ چاہتا تو تم سوتے کے سوتے رہ جاتے لیکن موت کا وعدہ پورا ہونے تک ہر نیند کے بعد تم کو بیدار کرتا رہتا ہے

(۷۰) **اعمال کی نگرانی** دن میں کاروبار کرکے رات کو سونا، پھر سو کر اُٹھنا یہ روزمرہ کا سلسلہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے دُنیا کی زندگی، پھر موت پھر دوبارہ زندہ کئے جانے کا۔ اسی لئے نیند اور بیداری کے تذکرہ کے ساتھ "مسئلہ معاد" پر متنبہ کر دیا گیا۔

(۷۱) یعنی وہ فرشتے جو تمہاری اور تمہارے اعمال کی نگہداشت کرتے ہیں۔

(۷۲) یعنی جو فرشتے روح قبض کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔

(۷۳) یعنی جس وقت اور جس طرح جان نکالنے کا حکم ہوتا ہے اس میں وہ کسی طرح کی رعایت یا کوتاہی نہیں کرتے۔

(۷۴) یعنی ایک لحظہ میں آدمی کی عمر بھر کی بھلائی برائی واضح کر دے۔

(۷۵) **مشرکین کی ناشکری** یعنی حق تعالیٰ باوجود علم محیط اور قدرت کاملہ کے جس کا بیان اوپر ہوا، تمہاری بداعمالیوں اور شرارتوں کی سزا فوراً نہیں دیتا۔ بلکہ جب مصائب و شدائد کی اندھیریوں میں پھنستے ہو تم اس کو عاجزی سے پکارتے ہو اور پختہ وعدے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

کرتے ہو کہ اس مصیبت سے نکلنے کے بعد کبھی شرارت نہ کریں گے اور ہمیشہ احسان کو یاد رکھیں گے، تو بسا اوقات وہ تمہاری دستگیری کر کے ان مہالک اور ہر قسم کی سختیوں سے نجات دے دیتا ہے لیکن تم پھر بھی اپنے وعدہ پر قائم نہیں رہتے اور مصیبت سے آزاد ہوتے ہی بغاوت شروع کر دیتے ہو۔

(۷۶) یعنی خدا کے امہال و درگذر کو دیکھ کر مامون اور بے فکر نہ ہونا چاہئے۔ جس طرح وہ شدائد و مصائب سے نجات دے سکتا ہے اُسے یہ بھی قدرت ہے کہ کسی قسم کا عذاب تم پر مسلط کر دے۔

(۷۷) پچھلی امتوں اور اس اُمّت کے عذاب میں فرق اس میں عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائیں (۱) جو اوپر سے آئے جیسے پتھر برسنا یا طوفانی ہوا اور بارش (۲) جو پاؤں کے نیچے سے آئے، جیسے زلزلہ یا سیلاب وغیرہ۔ یہ دونوں خارجی اور بیرونی عذاب ہیں جو اگلی قوموں پر مسلط کئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے اس اُمّت کو اس قسم کے عام عذاب سے محفوظ کر دیا گیا ہے، یعنی اس قسم کا عام عذاب جو گذشتہ اقوام کی طرح اُس اُمّت کا استیصال کر دے، نازل نہ ہوگا۔ جزئی اور خصوصی واقعات اگر پیش آئیں تو اُس کی نفی نہیں، ہاں تیسری قسم عذاب کی جسے اندورنی اور داخلی عذاب کہنا چاہیئے۔ اس اُمّت کے حق میں باقی رہی ہے اور وہ پارٹی بندی، باہمی جنگ و جدل اور آپس کی خونریزی کا عذاب ہے۔ موضح القرآن میں ہے کہ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا۔ یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی اُمتوں پر آیا، آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑا دے اور اُن کو قتل یا قید یا ذلیل کرے، حضرت نے سمجھ لیا کہ اس اُمت پر یہ ہی ہوگا، اکثر "عذاب الیم" اور "عذاب مہین" اور "عذاب شدید" اور "عذاب عظیم" ان ہی باتوں کو فرمایا ہے۔ اور آخرت کا عذاب بھی ہے اُن پر جو کافر ہی مرے

(۷۸) یعنی قرآن کو یا عذاب کے آنے کو۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب جھوٹی دھمکیاں ہیں، عذاب وغیرہ کچھ نہیں آتا۔

(۷۹) یعنی میرا یہ منصب نہیں کہ تمہاری تکذیب پر خود عذاب نازل کر دوں یا اُس کے وقت اور نوعیت وغیرہ کی تفصیل بتلاؤں میرا کام صرف باخبر اور متنبہ کر دینا ہے۔ آگے ہر چیز کے وقوع کا علم الٰہی میں ایک وقت مقرر ہے۔ جب وقت آجائیگا تم خود جان لوگے کہ میں جس چیز سے ڈراتا تھا وہ کہاں تک سچ ہے۔

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا

اور جب تو دیکھے اُن لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو اُن سے کنارہ کر یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات میں اور اگر

يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ

بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ ف۸۰ اور پرہیزگاروں پر نہیں ہے جھگڑنے

حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَ

والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن اُنکے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں ف۸۱ اور چھوڑ دے اُنکو جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا ف۸۲ اور

غَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ

دھوکا دیا اُن کو دنیا کی زندگی نے ف۸۳ اور نصیحت کر اُنکو قرآن سے تاکہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے کئے میں کہ نہ ہو اُس کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی

وَلَا شَفِيعٌ ۖ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ

اور نہ سفارش کرنیوالا اور اگر بدلے میں دے سارے بدلے تو قبول نہ ہوں اُس سے ف۸۴ وہی لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے میں اُن کو

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

پینا ہے گرم پانی اور عذاب ہے دردناک بدلے میں کفر کے ف۸۵ تو کہہ دے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا اُن کو جو نہ نفع

يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي

پہنچا سکیں ہم کو اور نہ نقصان اور کیا پھر جاویں ہم اُلٹے پاؤں اُسکے بعد کہ اللہ سیدھی راہ دکھا چکا ہم کو مثل اُس شخص کے کہ رستہ بھلا دیا ہو اُسکو جنوں نے جنگل

الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا

میں جبکہ وہ حیران ہے اُس کے رفیق بلاتے ہیں اُس کو رستہ کی طرف کہ چلا آ ہماری پاس ف۸۶ تو کہہ دے کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی راہ ہے ف۸۷ اور ہم کو

لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ

حکم ہوا ہے کہ تابع رہیں پروردگار عالم کے اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور ڈرتے رہو اللہ سے اور وہی ہے جس کے سامنے تم سب اکٹھے ہوگے اور وہی ہے جس نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۙ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ

آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر اور جس دن کہیگا کہ ہو جا ف۸۸ تو وہ ہو جائیگا اُسی کی بات سچی ہے اور اُسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جائیگا صور ف۸۹

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ

جاننے والا چھپی اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا جاننے والا ف۹۰ اور یاد کر جب کہا ابراہیم نے ف۹۱ اپنے باپ آزر کو ف۹۲ تو کیا مانتا ہے بتوں کو خدا

اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾

میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری قوم صریح گمراہ ہیں ف۹۳

(۸۰) **استہزاء کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو** یعنی جو لوگ آیات اللہ پر طعن و استہزاء اور ناحق کی نکتہ چینی میں مشغول ہو کر اپنے کو مستحق عذاب بنا رہے ہیں تم اُن سے خلط ملط نہ رکھو کہیں تم بھی اُن کے زمرہ میں داخل ہو کر مورد عذاب نہ بن جاؤ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے "انکم اذا مثلھم" ایک مومن کی غیرت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ ایسی مجلس سے بیزار ہو کر کنارہ کرے اور کبھی بھول کر شریک ہو گیا تو یاد آنے کے بعد فوراً وہاں سے اُٹھ جائے۔ اسی میں اپنی عاقبت کی درستی، دین کی سلامتی اور طعن و استہزاء کرنے والوں کے لئے عملی نصیحت اور تنبیہ ہے۔

(۸۱) اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگر پرہیزگار لوگ جھگڑنے اور طعن کرنیوالوں کی مجلس سے اُٹھ کر چلے آئے تو طاعنین کے گمراہی میں پڑے رہنے کا کوئی مواخذہ اور ضرر ان متقین پر عائد نہیں ہو سکتا۔ ہاں ان کے ذمہ بقدر استطاعت اور حسب موقع نصیحت کرتے رہنا ہے۔ شاید وہ بدبخت نصیحت سن کر اپنے انجام سے ڈر جائیں، یا یہ مطلب ہے کہ پرہیزگار اور محتاط لوگوں کو اگر کسی واقعی معتد بہ دینی یا دنیوی ضرورت سے ایسی مجلس میں جانے کا اتفاق ہو جائے تو اُن کے حق میں طاعنین کے گناہ اور باز پرس کا کوئی اثر نہیں پہنچتا۔ ہاں ان کے ذمہ بشرط قدرت نصیحت کر دینا ہے ممکن ہے کسی وقت اُن پر بھی نصیحت کا اثر پڑ جائے۔

(۸۲) یعنی اپنے اُس دین کو جس کا قبول کرنا اُن کے ذمہ فرض تھا، اور وہ مذہب اسلام ہے۔

(۸۳) دنیا کی لذتوں میں مست ہو کر عاقبت کو بھلا بیٹھے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۸۴) یعنی ایسے لوگوں کو جو تکذیب و استہزاء کی کرتوت میں پکڑے گئے ہوں نہ کوئی حمایتی ملیگا جو مدد کر کے زبردستی عذابِ الٰہی سے چھڑا لے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا جو سعی و سفارش سے کام نکال دے۔ اور نہ کسی قسم کا فدیہ اور معاوضہ قبول کیا جائیگا اگر بالفرض ایک مجرم دنیا بھر کے معاوضے دے کر چھوٹنا چاہے تو نہ چھوٹ سکیگا۔

(۸۵) گذشتہ آیت میں خاص اُس مجلس سے کنارہ کشی کا حکم تھا جہاں آیات اللہ کے متعلق طعن و استہزاء اور ناحق کے جھگڑے کئے جارہے ہوں۔ اس آیت میں ایسے لوگوں کی عام مجالست و صحبت ترک کر دینے کا ارشاد ہے۔ مگر ساتھ ہی حکم ہے کہ اُن کو نصیحت کر دیا کرو۔ تاکہ وہ اپنے کئے کے انجام سے آگاہ ہو جائیں۔

(۸۶) **مسلمان کی شان** یعنی مسلمان کی شان یہ ہے کہ گمراہوں کو نصیحت کر کے سیدھی راہ پر لائے اور جو خدا سے بھاگ کر غیر اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہیں اُن کو خدائے واحد کے سامنے سر بسجود کرنے کی فکر کرے۔ اُس سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی ایسی ہستی کے آگے سر جھکائیگا جس کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ نقصان۔ یا اہل باطل کی صحبت میں رہ کر توحید و ایمان کی صاف سڑک چھوڑ دے گا اور شرک کی بھول بھلیاں کی طرف اُلٹے پاؤں پھرے گا۔ اگر معاذ اللہ ایسا ہو تو اس کی مثال اُس مسافر کی سی ہوگی جو اپنے راہ جاننے والے رفقاء کے ساتھ جنگل میں سفر کر رہا تھا کہ ناگاہ غول بیابانی (خبیث جنات) نے اُسے بہکا کر راستہ سے الگ کر دیا۔ وہ چاروں طرف بھٹکتا پھرتا ہے اور اس کے رفقاء از راہ خیر خواہی اُسے آوازیں دے رہے ہیں کہ ادھر آؤ راستہ اس طرف ہے۔ مگر وہ حیران و مخبوط الحواس ہو کر نہ کچھ سمجھتا ہے نہ اُدھر آتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ مسافر آخرت کے لئے سیدھی راہ اسلام و توحید کی ہے اور جن کی رفاقت و معیت میں یہ سفر طے ہوتا ہے وہ پیغمبر اور اُس کے متبعین ہیں۔ جب یہ بدبخت شیاطین و مضلین کے پنجہ میں پھنس کر صحرائے ضلالت میں بھٹکتا پھرتا ہے اس کے ہادی اور رفقاء از راہ ہمدردی جادۂ حق کی طرف بلا رہے ہیں مگر یہ نہ کچھ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے۔ تو اے گروہ اشرار کیا تمہاری یہ غرض ہے کہ ہم اپنی ایسی مثال بنالیں یہ آیت اُن مشرکین کے جواب میں اُتری ہے جنہوں نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست کی تھی۔

(۸۷) ہم سے یہ اُمید مت رکھو کہ اُسے چھوڑ کر ہم شیطان کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلیں گے۔

(۸۸) یعنی حشر ہو جا۔

(۸۹) یعنی اُس روز ظاہری اور مجازی طور پر بھی خدا کے سوا کسی کی سلطنت نہ رہے گی۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

(۹۰) جو خدا یہ صفات رکھتا ہے جن کا ذکر ان دو تین آیات میں ہوا، وہ ہی اس لائق ہے کہ ہم اُس کے تابع فرمان ہوں، اس کے سامنے انتہائی عبودیت اختیار کریں اور ہر آن اُس سے ڈرتے رہیں۔ اسی کا ہم کو حکم ہوا ہے۔ جس سے ہم کسی حال منہ نہیں موڑ سکتے۔

(۹۱) **حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ** گذشتہ آیات میں جو توحید کا اثبات، شرک کی نفی اور مسلمانوں کے ارتداد سے مایوس کیا گیا تھا۔ یہاں موحد اعظم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے اسی کی تاکید مقصود ہے اور ضمناً مسلمانوں کو یہ بھی سمجھنا ہے کہ مکذبین و معاندین کو کس طرح نصیحت و فہمائش کی جائے، کس طرح اُن سے علیحدگی اور بیزاری کا اظہار ہونا چاہئے اور کس طرح ایک مومن قانت کو خدا پر اور صرف اکیلے خدا پر بھروسہ رکھنا، اسی سے ڈرنا اور اسی کا تابع فرمان ہونا چاہئے۔

(۹۲) **حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام** علمائے انساب نے حضرت ابراہیم کے باپ کا نام "تارخ" لکھا ہے ممکن ہے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

"تارخ" نام اور "آزر" لقب ہو۔ ابن کثیر نے مجاہد وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ "آزر" بُت کا نام تھا، شاید اس بت کی خدمت میں زیادہ رہنے سے خود اُن کا لقب آزر پڑ گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

(۹۳) اس سے زیادہ صریح و صاف گمراہی کیا ہوگی کہ اکرم المخلوقات "انسان" اپنے ہاتھ سے تراشے پتھروں کو خدائی کا درجہ دے کر اُن کے سامنے سربسجود ہو جائے اور اُنہی سے مرادیں مانگنے لگے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ

اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات آسمانوں اور زمینوں کے اور تاکہ اُس کو یقین آجاوے ف۹۴ پھر جب اندھیرا کر لیا اُس پر

الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

رات نے دیکھا اُسنے ایک ستارہ بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانیوالوں کو ف۹۵ پھر جب دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ

رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کریگا مجھ کو رب میرا تو بیشک میں رہونگا گمراہ لوگوں میں ف۹۶ پھر جب دیکھا سورج

بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ

جھلکتا ہوا بولا یہ ہے رب میرا یہ سب سے بڑا ہے ف۹۷ پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں بیزار ہوں اُنسے جنکو تم شریک کرتے ہو ف۹۸ میں نے متوجہ کر لیا

وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾

اپنے منہ کو اُسی کی طرف جسنے بنائی آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا ف۹۹

(۹۴) **حضرت ابراہیمؑ کو کائنات کے عجائبات کا علم** یعنی جس طرح بت پرستی کی شناعت و قبح ہم نے ابراہیمؑ پر ظاہر کر کے اُس کی قوم کو قائل کیا اسی طرح علویات و سفلیات کے نہایت محکم اور عجیب و غریب نظام ترکیبی کی گہرائیوں پر بھی اس کو مطلع کر دیا تاکہ اُسے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے وجود و وحدانیت وغیرہ پر، اور تمام مخلوقات سماوی و ارضی کے محکومانہ عجز و بیچارگی پر استدلال، اور اپنی قوم کے عقیدہ کواکب پرستی و ہیاکل سازی کو علیٰ وجہ البصیرت رد کر سکے۔ اور خود بھی حق الیقین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو۔ بلاشبہ عالم کا یہ اکمل و احکم اور بہترین نظم و نسق ہی ایسی چیز ہے جسے دیکھ کر بالبداہت اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس عظیم الشان مشین کا بنانے اور چلانے والا، اس کے پرزوں کو نہایت مضبوط ترتیب و سلیقہ سے جوڑنے والا اور ہزاروں لاکھوں برس سے ایک ہی انداز پر اس کی حفاظت کرنیوالا، بڑا زبردست حکیم و قدیر صانع ہے۔ جس کے حکیمانہ تصرف اور نفوذ و اقتدار سے مشین کا کوئی چھوٹا بڑا پرزہ باہر نہیں جا سکتا۔ یہ کام یوں ہی بخت و اتفاق یا بے شعور طبیعت یا اندھے بہرے مادہ سے نہیں ہو سکتا یورپ کا مشہور و معروف حکیم نیوٹن کہتا ہے کہ "کواکب کی حرکات حالیہ ممکن نہیں کہ محض عام قوت جاذبہ کے فعل کا نتیجہ ہوں۔ یہ قوت جاذبہ تو کواکب کو شمس کی طرف ڈھکیلتی ہے، اس لئے کواکب کو سورج کے گرد حرکت دینے کے لئے ضرور [illegible] کوئی [illegible] جو باوجود قوت جاذبہ کی عام کشش کے ان کو اپنے مدارات پر قائم رکھ سکے۔ کوئی سبب طبیعی ایسا نہیں بتلایا جا سکتا جس نے تمام کواکب کو کھلی فضاء میں جکڑ بند کر دیا ہے کہ وہ سب سورج کے گرد چکر لگاتے وقت ہمیشہ معین مدارات پر اور ایک خاص جہت ہی میں حرکت کریں جس میں کبھی تخلف نہ ہو۔ پھر کواکب کی حرکات اور درجات سرعت میں اُن کی اور سورج کی درمیانی مسافت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

دقیق تناسب اور عمیق توازن قائم رکھا گیا ہے۔ کوئی سبب طبیعی نہیں جس سے ہم اُن منظم و محفوظ نوامیس کو وابستہ کر سکیں ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا نظام کسی ایسے زبردست حکیم و علیم کے ماتحت ہے جو ان تمام اجرام سماویہ کے مواد اور اُن کی کمیات سے پورا پورا واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس مادہ کی کس قدر مقدار سے کتنی قوت جاذبہ صادر ہو گی۔ اُسی نے اپنے زبردست انداز سے کواکب اور شمس کے درمیان مختلف مسافتیں اور حرکت کے مختلف مدارج مقرر کئے ہیں کہ ایک کا دوسرے سے تصادم و تزاحم نہ ہو۔ اور عالم ٹکرا کر تباہ نہ ہو جائے۔ ہر چھوٹا بڑا سیارہ نہایت مضبوط نظام کے ماتحت معین وقت پر طلوع و غروب ہوتا ہے۔ جب کوئی ستارہ غروب ہو کر دنیا کو اپنے اس فیض و تاثیر سے محروم کر دے جو طلوع کے وقت حاصل تھا۔ تو نہ اُس ستارہ کی اور نہ کسی مخلوق کی قدرت میں ہے کہ ایک منٹ کے لئے اُسے واپس لے آئے یا غروب سے روک دے۔ یہ رب العالمین ہی کی شان ہے کہ کسی وقت بھی کسی قسم کے افاضہ سے عاجز نہیں۔ والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون (یٰس رکوع ۳) یہ علویات کا حال ہے تو سفلیات کا اسی سے اندازہ کر لو۔ یہ ہی تکوینی عجائب اور ملکوت السموات والارض ہیں جن کے دیکھنے سے ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر "لا احب الآفلين" "انی وجهت وجهی للذی فطر الخ" بے ساختہ جاری ہو گیا جو اگلی آیات میں مذکور ہے (کمال تدل علیہ الفاء فی قولہ تعالیٰ فلما جن الخ)۔

(۹۵) **حضرت ابراہیمؑ کا نجوم سے توحید پر استدلال** کہ انہیں اپنا رب بنالوں۔ کیا ایک مجبور قیدی اور بیگاری کو شہنشاہی کے تخت پر بٹھلانا کوئی پسند کر سکتا ہے۔ باقی ابراہیم علیہ السلام کا ھٰذا ربی کہنا یا تو استفہام انکاری کے لہجہ میں ہے یعنی کیا یہ ہے رب میرا؟ اور یا بطریق تہکم و تبکیت ہے۔ یعنی یہ ہے رب میرا تمہارے عقیدہ اور گمان کے موافق جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "وانظر الى الٰهك الذي ظلت عليه عاكفا" ای فی زعمك۔ اس کے سوا مفسرین کے اور اقوال بھی ہیں مگر ہمارے خیال میں یہ ہی راجح ہے۔ واللہ اعلم۔

(۹۶) چاند چونکہ بہت حسین اور چمکدار سیارہ ہے۔ اگر خدا دستگیری نہ فرمائے تو بیشک انسان اسی کی چمک دمک پر مفتون ہو کر رہ جائے

(۹۷) یعنی نظام فلکی میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ فیض رسا سیارہ ہے۔ شاید عالم مادی کی کوئی چیز اس کے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیض تاثر سے مستغنی ہو؟

(۹۸) یہ تو سب خدا کے مزدور ہیں جو وقت معین پر آتے اور چلے جاتے ہیں۔ ایک منٹ کی تقدیم و تاخیر پر قادر نہیں پھر ان کو خدائی کے حقوق میں شریک کرنا کس قدر گستاخی اور قابل نفرت فعل ہے۔

(۹۹) یعنی ساری مخلوق سے یکسو ہو کر صرف خالق جل و علا کا دروازہ پکڑ لیا ہے جس کے قبضہ اقتدار میں سب علویات و سفلیات ہیں

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ

اور اُس سے جھگڑا کیا اُسکی قوم نے بولا کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کی ایک ہو چکی اور وہ مجھ کو سمجھا چکا ف۱ اور میں ڈرتا نہیں ہوں اُنسے جنکو تم شریک کرتے ہو اُسکا مگر یہ کہ میرا رب ہی کوئی تکلیف

شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۸۰ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ

پہنچانی چاہی احاطہ کر لیا ہے میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا کیا تم نہیں سوچتے ف۱۰۱ اور میں کیوں کر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے

اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

اس بات سے کہ شریک کرتے ہو اللہ کا انکو جسکی نہیں اتاری اس نے تم پر کوئی دلیل ف۱۰۲ اب دونوں فریقوں میں کون مستحق ہے دل جمعی کا بولو اگر تم سمجھ

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

وقف لازم ۱۵ ع ۳

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۴

رکھتے ہو جو لوگ یقین لے آئے اور نہیں ملایا انہوں نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دل جمعی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر ف۱۰۳

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہمنے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں تیرا رب حکمت والا ہے جاننے والا ف۱۰۴ اور بخشا ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ

ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب سب کو ہمنے ہدایت دی ف۱۰۵ اور نوح کو ہدایت کی ہمنے ان سب سے پہلے ف۱۰۶ اور اسکی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب

وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ

اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو ف۱۰۷ اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾

بختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور سب کو ہمنے بزرگی دی ساری جہان والوں پر ف۱۰۸

(۱۰۰) یعنی جس کو خدا سمجھا چکا اور ملکوت السمٰوٰت والارض کی علیٰ وجہ البصیرت سیر کرا چکا کیا اس سے یہ اُمید رکھتے ہو کہ وہ تمہارے جھگڑنے اور بیہودہ جدول و بحث کرنے سے بہک جائیگا۔ کبھی نہیں۔

(۱۰۱) حضرت ابراہیم کی قوم کہتی تھی کہ تم جو ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو۔ ڈرتے رہو کہیں اس کے وبال میں تم معاذ اللہ مجنون اور پاگل نہ بن جاؤ۔ یا اور کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ۔ اس کا جواب دیا کہ میں ان سے کیا ڈرونگا جن کے ہاتھ میں نفع و نقصان اور تکلیف و راحت کچھ بھی نہیں۔ ہاں میرا پروردگار مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اس سے دنیا میں کون مستثنیٰ ہے۔ وہ ہی اپنے علم محیط سے جانتا ہے کہ کس شخص کو کن حالات میں رکھنا مناسب ہوگا۔

(۱۰۲) یعنی میں تمہارے معبودوں سے کیوں ڈروں حالانکہ نہ اُن کے قبضہ میں نفع و ضرر ہے اور نہ توحید کو اختیار کرنا کوئی جرم ہے۔ جس سے اندیشہ ہو۔ ہاں تم خدا کے باغی اور مجرم بھی ہو اور خدا مالک نفع و ضرر بھی ہے لہٰذا تم کو اپنے جرائم کی سزا سے ڈرنا چاہیئے۔

(۱۰۳) **ظلم اور شرک** | احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی جیسا کہ سورۂ لقمان میں ہے ان الشرک لظلم عظیم گویا ظلم کی تنوین تعظیم کے لئے ہوئی۔ تو حاصل مضمون یہ ہوگا کہ مامون و مہتدی صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو یقین لائے اس طرح کہ اس میں شرک کی ملاوٹ بالکل نہ ہو۔ اگر خدا پر یقین رکھنے کے باوجود شرک کو نہ چھوڑا تو وہ نہ ایمان شرعی ہے نہ اُس کے ذریعہ سے امن و ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ وہو کما قال "ومایومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون" (یوسف رکوع ۱۲) چونکہ ایمان و شرک کا جمع ہونا بظاہر مستبعد تھا اس لئے مترجم محقق قدس سرہٗ نے بغرض تسہیل و تفہیم ایمان کا ترجمہ یقین سے اور ظلم کا نقصان سے کیا جو لغت عرب کے عین مطابق ہے۔ کمائی قولہ تعالیٰ "لم تظلم منہ شیئا" اور اس نقصان سے مراد شرک ہی لیا جائیگا۔ جیسا کہ احادیث میں تصریح ہو چکی اور خود نظم کلام میں لفظ لبس اُس کا قرینہ ہے۔ اس کی مفصل تحقیق خود مترجم رحمہ اللہ مقدمہ میں فرما چکے ہیں وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۱۰۴) یعنی ابراہیم علیہ السلام کو ایسی دلائل قاہرہ دے اُن کی قوم پر غالب فرمانا اور دنیا و آخرت میں سربلند کرنا اُسی علیم و حکیم کا کام

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

ہوسکتا ہے جو ہر شخص کی استعداد و قابلیت کو جانتا ہے اور اپنی حکمت سے ہر چیز کو اُس کے مناسب موقع و مقام پر رکھتا ہے۔

(۱۰۵) **انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ** | یعنی نہ صرف یہ کہ ہم نے ابراہیم کو ذاتی علم و فضل سے سرفراز کیا بلکہ بڑھاپے میں اسحٰق جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا عطا فرمایا۔ یعقوب وہ ہی اسرائیل ہیں جن کی طرف دنیا کی ایک عظیم الشان قوم "بنی اسرائیل" منسوب ہیں جن میں سے ہزاروں نبی اٹھائے گئے بلکہ جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ مذکور ہے، ابراہیمؑ کے بعد حق تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے اُن ہی کی نسل میں نبوت اور پیغمبری رکھ دی۔

(۱۰۶) پہلے ابراہیم علیہ السلام کے بعض فروع کا ذکر تھا اب بعض اصول کو ذکر فرمایا۔ کیونکہ نوح علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ کے اجداد میں سے ہیں اور جس طرح ابراہیمؑ کے بعد نبوت و کتاب کا انحصار صرف اُن کی ذریت میں کر دیا گیا تھا اسی طرح نوح کے بعد نوع انسانی کا انحصار نوح کی نسل میں ہوگیا۔ گویا طوفان کے بعد وہ دنیا کے لئے آدم ثانی ہوئے۔ وجعلنا ذریتہ ھم الباقین۔

(۱۰۷) ظاہری ملک و سلطنت کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام میں داؤدؑ و سلیمانؑ ہم رنگ ہیں اور مصائب و شدائد پر صبر کرنے کے لحاظ سے ایوبؑ و یوسفؑ میں خاص مشابہت ہے۔ باقی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے قریبی تعلقات کی نسبت تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ خود حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ کو بطور اپنے وزیر کے حق تعالیٰ سے طلب کیا تھا۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے ان میں سے ہر دو ناموں کے بعد لفظ "کو" لاکر شاید اسی قسم کے لطائف پر متنبہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۸) یعنی اپنے اپنے زمانہ کے جہان والوں پر۔

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى

اور ہدایت کی ہمنے بعضوں کو انکے باپ دادوں میں سے اور اُنکی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور اُنکو ہمنے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا یہ اللہ کی ہدایت

اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰۗىِٕكَ

ہے اس پر چلاتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے ف۱۰۹ اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا ف۱۱۰ یہی لوگ تھے

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا

جن کو دی ہمنے کتاب اور شریعت اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں مکہ والے تو ہم نے اُن باتوں کے لئے مقرر کر دیے ہیں

لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ

ایسے لوگ جو اُن سے منکر نہیں ف۱۱۱ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل اُن کے طریقہ پر ف۱۱۲ تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ

اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع ۱۰ ۱۶

مزدوری یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو ف۱۱۳

(۱۰۹) یعنی خالص توحید اور معرفت و اطاعت خداوندی کا راستہ ہی وہ ہے جس پر حق تعالیٰ اپنے فضل و توفیق سے مقبول بندوں کو چلاتا ہے۔ پھر اس کے صلہ میں حسب استعداد درجات بلند کرتا ہے۔

(۱۱۰) یہ ہم کو سنایا گیا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ اور کسی کی تو حقیقت کیا ہے اگر بفرض محال انبیاء و مقربین سے معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو تو سارا کیا دھرا اکارت ہو جائے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۱۱) اگر مکہ کے کافر یا دوسرے منکرین ان باتوں (کتاب، شریعت اور نبوت) سے انکار کریں تو خدا کا دین اُن پر موقوف نہیں، ہم نے دوسری قوم یعنی مہاجرین وانصار اور اُن کے اتباع کو ان چیزوں کی تسلیم وقبول اور حفاظت وترویج کے لئے مسلط فرمادیا ہے جو ہماری کسی بات سے بھی منہ موڑنے والے نہیں۔

(۱۱۲) **تمام انبیاء کا طریقہ ایک ہی ہے** تمام انبیاء علیہم السلام عقائد، اصول دین، اور مقاصد کلیہ میں متحد ہیں، سب کا دستور اساسی ایک ہے ہر نبی کو اسی پر چلنے کا حکم ہے۔ آپ بھی اسی طریق مستقیم پر چلتے رہنے کے مامور ہیں۔ گویا اس آیت میں متنبہ کردیا کہ اصولی طور پر آپ کا راستہ انبیائے سابقین کے راستہ سے جدا نہیں۔ رہا فروع کا اختلاف وہ ہر زمانہ کی مناسبت واستعداد کے اعتبار سے پہلے بھی واقع ہوتا رہا ہے اور اب بھی واقع ہو تو مضائقہ نہیں۔ (**فائدہ**) علمائے اصول نے اس آیت کے عموم سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملہ میں شرائع سابقہ کا ذکر فرمائیں تو وہ اس اُمت کے حق میں بھی سند ہے بشرطیکہ شارع نے اس پر کلی یا جزئی طور پر انکار نہ فرمایا ہو۔

(۱۱۳) یعنی اگر تم نہیں مانتے تو میرا کوئی نفع فوت نہیں ہوتا کیونکہ میں تم سے کسی طرح کے اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو خدا کے یہاں ثابت ہے۔ ہاں تم نصیحت سے انحراف کرکے خود اپنا نقصان کروگے۔ سارے جہان میں سے ایک نہیں تو دوسرا نصیحت کو قبول کرے گا۔ جو انکار کریگا اُسے اپنی محرومی اور بدبختی کا ماتم کرنا چاہئے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

اور نہیں پہچانا اُنہوں نے اللہ کو پورا پہچاننا جب کہنے لگے کہ نہیں اُتاری اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز ف۱۱۴ پوچھ تو کس نے اُتاری وہ کتاب

الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَ

جو موسیٰ لے کر آیا تھا روشن تھی اور ہدایت تھی لوگوں کیواسطے جس کو تم نے ورق ورق کرکے لوگوں کو دکھلایا اور بہت سی باتوں کو تم نے چھپا رکھا اور

عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۹۱ وَهٰذَا كِتٰبٌ

تم کو سکھلادیں جن کو نہ جانتے تھے تم اور نہ تمہارے باپ دادے ف۱۱۵ تو کہہ دے کہ اللہ نے اُتاری پھر چھوڑ دے اُن کو اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں ف۱۱۶ اور یہ قرآن وہ کتاب ہے

اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ

جو کہ ہم نے اُتاری برکت والی تصدیق کرنیوالی اُن کی جو اس سے پہلی ہیں ف۱۱۷ اور تاکہ تو ڈرادے مکہ والوں کو اور اُس کے آس پاس والوں کو ف۱۱۸ اور جن کو

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹۲

یقین ہے آخرت کا وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار ف۱۱۹

(۱۱۴) **کفار کا نزول وحی سے انکار** پچھلے رکوع میں منصب نبوت اور بہت سے انبیاء علیہم السلام کا نام بنام تذکرہ تھا اور یہ کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی توحید ومعرفت کی اُسی صراطِ مستقیم پر چلتے رہنے کے مامور ہیں جس پر انبیائے سابقین کو چلایا گیا تھا۔ پیغمبروں کا ہدایت خلق اللہ کے لئے بھیجنا حق تعالیٰ کی قدیم عادت رہی ہے۔ آیات حاضرہ میں اُن جاہلوں اور معاندوں کا رد کیا گیا ہے جو بدفہمی، جہل وغباوت یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے جوش اور غصہ میں بے قابو ہوکر حق تعالیٰ کی اس صفت ہی کا انکار کرنے لگے کہ وہ کسی انسان کو اپنی وحی ومکالمہ خاص سے مشرف فرمائے۔ گویا انزالِ کتب وارسالِ رُسل کے سلسلہ ہی کی

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

سرے سے نفی کردی گئی۔

(۱۱۵) **تورات کے وجود سے استدلال** یعنی اگر واقعی خدا نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اُتاری، تو "تورات مقدس" جیسی عظیم الشان کتاب جو احکام و مرضیات الٰہیہ پر بندوں کو مطلع کرتی اور رشد و ہدایت کی عجیب و غریب روشنی اپنے اندر رکھتی اور ان چیزوں کا علم تم کو عطا کرتی تھی جنہیں تم اور تمہارے باپ دادا بلکہ کل بنی آدم بھی بدون اعلام الٰہی محض اپنی عقل و حواس سے دریافت نہیں کر سکتے تھے، وہ کہاں سے آگئی اور کس نے موسیٰ علیہ السلام پر اُتاری۔ مانا کہ آج تم اُسے ورق ورق اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے لوگوں کو اپنی خواہش کے موافق دکھلاتے اور اس کے بہت سے اخبار و احکام کو چھپائے بیٹھے ہو۔ اور اس طرح اُس کی اصل روشنی تم نے باقی نہیں چھوڑی۔ تاہم جو حصہ آج باقی رہ گیا ہے وہ ہی پتہ دے رہا ہے کہ جس محل کے کھنڈرات یہ ہیں وہ اپنے زمانہ عروج میں کیسا عظیم الشان ہوگا۔

(۱۱۶) یعنی ایسا نور و ہدایت بجز خدا کے اور کس خزانہ سے آسکتا ہے؟ اگر ایسی صاف اور بدیہی چیز کو بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ تبلیغ و تنبیہ کر کے سبکدوش ہو جائیے۔ اور ان کو چھوڑ دیجئے کہ یہ اپنی خرافات اور لہو و لعب میں مشغول رہیں جب وقت آئے گا خدا خود اُن کو بتلا دے گا۔

(۱۱۷) یعنی اگر خدا نے کوئی چیز نہیں اُتاری تو یہ مبارک کتاب کہاں سے آئی جس کا نام قرآن ہے اور جو تمام پچھلی کتابوں کے مضامین کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اگر یہ آسمانی کتاب نہیں تو بتلاؤ کس کی تصنیف ہے جس کا مثل لانے پر جن و انس قادر نہ ہوں کیا اُسے ایک اُمّی کی تصنیف کہہ سکتے ہیں۔

(۱۱۸) **اُمّ القریٰ** "اُمّ القریٰ" بستیوں کی اصل اور جڑ کو کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور جغرافیائی حیثیت سے بھی قدیم دنیا کے وسط میں مرکز کی طرح واقع ہے اور جدید دنیا (امریکہ) اُس کے نیچے ہے اور روایات حدیثیہ کے موافق پانی سے زمین بنائی گئی تو اوّل یہ ہی جگہ کھلی تھی۔ ان وجوہ سے مکہ کو "اُمّ القریٰ" فرمایا۔ اور آس پاس سے مراد یا عرب ہے کیونکہ دنیا میں قرآن کے اوّل مخاطب وہ ہی تھے اُن کے ذریعہ سے باقی دنیا کو خطاب ہوا اور یا سارا جہان مراد ہو جیسے فرمایا لیکون للعالمین نذیرا۔

(۱۱۹) جسے آخرت کی زندگی پر یقین اور بعد الموت کا خیال ہوگا، اُسی کو ہدایت اور طریق نجات کی تلاش ہوگی وہ ہی پیغام الٰہی کو قبول اور نماز وغیرہ عبادات کی حفاظت کرے گا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ

اور اُس سے زیادہ ظالم کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا کہے مجھ پر وحی اُتری اور اُس پر وحی نہیں اُتری کچھ بھی اور جو کہے

سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا

کہ میں بھی اُتارتا ہوں مثل اُسکے جو اللہ نے اُتارا ف۱۲۰ اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں ف۱۲۱ اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا

اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ

رہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں ف۱۲۲ آج تم کو بدلے میں ملیگا ذلت کا عذاب ف۱۲۳ اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور اُس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے ف۱۲۴

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۲۰) **ظالموں پر موت کی سختی** | خدا پر بہتان باندھنے سے شاید یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف اُن باتوں کی نسبت کرے جو اُس کی شان رفیع کے لائق نہیں۔ مثلاً کسی کو اُس کا شریک ٹھہرائے یا بیوی بچے تجویز کرے یا یوں کہے ما انزل اللہ علی بشر من شی یعنی اُس نے بندوں کی ہدایت کا کوئی سامان نہیں کیا۔ ایسا کہنے والا سخت ظالم ہے اسی طرح جو شخص نبوت و پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرے، یا یہ ڈینگ مارے کہ خدا کے جیسا کلام تو میں لا سکتا ہوں۔ جیسے بعض مشرکین کہتے تھے لو نشاء لقلنا مثل ھذا یہ سب باتیں انتہائی ظلم اور دیدہ دلیری کی ہیں جس کی سزا کا تھوڑا سا حال آگے مذکور ہے۔

(۱۲۱) یعنی موت کی باطنی اور روحانی سختیوں میں۔

(۱۲۲) **آخرت میں کفار کا حال** | یعنی روح قبض کرنے اور سزا دینے کو ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور مزید تشدید اور اظہار غیظ کے لئے کہتے جاتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں (جنہیں بہت دنوں سے بانواع حیل بچاتے پھرتے تھے)

(۱۲۳) یعنی سخت تکلیف کے ساتھ ذلت و رسوائی بھی ہوگی۔

(۱۲۴) یعنی ازراہ تکبر آیات اللہ کو جھٹلاتے تھے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى

اور البتہ تم ہمارے پاس آگئے ایک ایک ہو کر جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمکو پہلی بار اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہمنے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے ف۱۲۵ اور ہم نہیں دیکھتے

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا

تمہارے ساتھ سفارش والوں کو جن کو تم بتلایا کرتے تھے کہ اُن کا تم میں ساجھا ہے البتہ منقطع ہو گیا تمہارا علاقہ اور جاتے رہے جو دعوے کہ

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۹۴ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ع ۱۱/۱۷

تم کیا کرتے تھے ف۱۲۶ اللہ ہے کہ پھوڑ نکالتا ہی دانہ اور گٹھلی نکالتا ہے مُردہ سے زندہ اور نکالنے والا ہی زندہ سے مُردہ

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۹۵ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ

یہ ہی اللہ پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو ف۱۲۷ پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی کا ف۱۲۸ اور اُسی رات بنائی آرام کو اور سورج اور چاند حساب کے لئے یہ اندازہ

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۹۶ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ

رکھا ہوا ہی زور آور خبردار کا ف۱۲۹ اور اُسی نے بنا دیے تمہارے واسطے ستارے کہ اُنکے وسیلہ سے راستے معلوم کرو اندھیروں میں جنگل اور دریا ف۱۳۰

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۹۷ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ

البتہ ہمنے کھول کر بیان کر دیے پتے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا ایک شخص سے ف۱۳۱ پھر ایک تو تمہارا ٹھکانا ہوا اور

مُّسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝۹۸

ایک امانت رکھے جانے کی جگہ ف۱۳۲ البتہ ہمنے کھول کر سنا دیے پتے اس قوم کو جو سوچتے ہیں

(۱۲۵) یعنی نہ سر پہ ٹوپی نہ پاؤں میں جوتی تہیدست چلے آ رہے ہو اور جس ساز و سامان پر فخر و ناز تھا اُسے ہمراہ نہیں لائے کہیں پیچھے چھوڑ آئے ہو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۲۶) یعنی جن کو تم سمجھتے تھے کہ آڑے وقت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے اور مصیبت میں ساتھ ہوں گے، وہ کہاں چلے گئے آج ہم اُن کو تمہاری سفارش اور حمایت پر نہیں دیکھتے۔ حمایت و نصرت کے وہ علاقے آج ٹوٹ گئے اور جو لمبے چوڑے دعوے تم کیا کرتے تھے، سب رفو چکر ہوئے۔

(۱۲۷) **توحید کے دلائل** | یعنی زمین میں دبائے جانے کے بعد گٹھلی اور دانہ کو پھاڑ کر سبز پودہ اُگانا، یا جان دار کو بیجان اور بیجان سے بیجان کو جاندار سے نکالنا (مثلاً آدمی کو نطفہ سے، نطفہ کو آدمی سے پیدا کرنا) اُسی خُدا کا کام ہے۔ پھر اُسے چھوڑ کر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ کیا اور کوئی ہستی تمہیں ایسی مل سکتی ہے جو ان کاموں کو انجام دے سکے۔

(۱۲۸) یعنی رات کی تاریکی میں سے جو پیلی پھٹ کر صبح صادق نمودار ہوتی ہے، اُس کا نکالنے والا بھی وہ ہی ہے۔

(۱۲۹) **نجوم سے راستوں کا علم** | رات دن اور چاند سورج کا جو حکیمانہ نظام اور اُن کی رفتار کا جو حساب مقرر فرما دیا اس میں ذرا بھی تخلف یا کم و بیش نہیں ہوتا۔

(۱۳۰) یعنی بلا واسطہ اُن سے رستہ معلوم کر لو یا بواسطہ۔ مثلاً قطب نما کے ذریعہ سے۔

(۱۳۱) یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے۔

(۱۳۲) **انسانوں کے ٹھکانے** | "مستقر" ٹھہرنے کی جگہ جسے ٹھکانا کہا۔ اور "مستودع" سپرد کئے جانے اور امانت رکھے جانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ تو لغوی معنی ہوئے۔ آگے دونوں کے مصداق کی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے موضح القرآن میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہم کو پسند ہے یعنی "اوّل سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر آ کر ٹھہرتا ہے دنیا میں۔ پھر سپرد ہو گا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں۔"

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

اور اُسی نے اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اُس سے اُگنے والی ہر چیز ف۱۳۳ پھر نکالی اُس میں سے سبز کھیتی جس

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

سے ہم نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے گابھ میں سے پھل کے گچھے جُھکے ہوئے ف۱۳۴ اور باغ انگور کے اور

الزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ

زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے اور جُدا جُدا بھی ف۱۳۵ دیکھو ہر ایک درخت کی پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے اور اسکے پکنے کو ف۱۳۶ ان چیزوں میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ

نشانیاں ہیں واسطے ایمان والوں کے ف۱۳۷ اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے شریک جنوں کو حالانکہ اُسی نے اُنکو پیدا کیا ہے ف۱۳۸ اور تراشتے ہیں اسکے واسطے بیٹے اور بیٹیاں جہالت ۱۲ ع ۱۸

عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

سے ف۱۳۹ وہ پاک ہے اور بہت دور ہے اُن باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں ف۱۴۰

(۱۳۳) **نباتات سے توحید کے دلائل** | یعنی آسمان کی طرف سے بادل برسایا جو سبب ہے نباتات کے اُگانے کا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۳۴) یعنی بسبب بوجھل ہونے کے نیچے کو جھکے ہوئے۔

(۱۳۵) یعنی صورت شکل، مقدار، رنگ، بو، اور مزہ کے اعتبار سے بعضے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، بعضے نہیں۔

(۱۳۶) یعنی ابتداءً جب پھل آتا ہے تو کچا، بدمزہ اور ناقابل انتفاع ہوتا ہے۔ پھر پکنے کے بعد کیسا لذیذ، خوش ذائقہ اور کارآمد بن جاتا ہے۔ یہ سب خدا کی قدرت کا ظہور ہے۔

(۱۳۷) **انسان کی جسمانی اور روحانی کفالت** اس رکوع میں حق تعالیٰ کے جن افعال وصفات اور مظاہر قدرت کا بیان ہوا، اُن سے خدا کے وجود، وحدانیت اور کامل الصفات ہونے پر استدلال تو واضح ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو وحی و نبوت کا مسئلہ بھی بڑی حد تک حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب حق تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے ہماری دنیوی زندگی اور مادی حوائج کے انتظام و انصرام کے لئے اس قدر اسباب ارضی و سماوی مہیا فرمائے ہیں، تو یہ کہنا کس قدر لغو اور غلط ہوگا کہ ہماری حیات اُخروی اور روحانی ضروریات کے انجام پانے کا اس نے کوئی سامان نہیں کیا۔ یقیناً جس رب کریم نے ہماری جسمانی غذاؤں کے نشوونما کے لئے آسمان سے پانی اتارا ہے۔ ہمارے روحانی تغذیہ کے لئے بھی اُسی نے سحاب ہدائے نبوت سے وحی والہام کی بارش نازل فرمائی۔ جب وہ بر و بحر کی اندھیریوں میں ستاروں کے ذریعہ سے ظاہری رہنمائی کرتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ باطنی رہنمائی کے لئے اُس نے ایک ستارہ بھی آسمان روحانیت پر روشن نہ کیا ہو۔ رات کی تاریکی کے بعد اُس نے صبح صادق کا اُجالا کیا اور مخلوق کو موقع دیا کہ وہ اپنے دنیوی کاروبار میں چاند اور سورج کی روشنی سے ایک معین حساب کے ماتحت منتفع و مستفید ہوتی رہے۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کفر و شرک، ظلم و عدوان اور فسق و فجور کی شب دیجور میں اس کی طرف سے کوئی چاند نہ چمکا، نہ صبح صادق کا نور پھیلا، نہ رات ختم ہو کر کوئی آفتاب طلوع ہوا؟ خدا کی ساری مخلوق ابدالآباد کے لئے جہل و ضلالت کی گھٹا ٹوپ اندھیری میں پڑی چھوڑ دی گئی۔ کیا گیہوں کے دانہ اور کھجور کی گٹھلی کو پھاڑ کر خدائے کریم سرسبز درخت اگاتا ہے۔ پر انسان کے قلب میں معرفت ربانی کی استعداد کا جو بیج فطرۃً بکھیرا گیا تھا وہ یوں ہی بیکار ضائع کر دیا گیا کہ نہ ابھرا نہ پھلا نہ پکا نہ تیار ہوا۔ جب جسمانی حیثیت سے دنیا میں حی و میت کا سلسلہ قائم ہے خدا زندہ سے مُردہ کو اور مُردہ سے زندہ کو نکالتا رہتا ہے تو روحانی نظام میں خدا کی اس عادت کا کیوں انکار کیا جائے بیشک روحانی طور پر بھی وہ بہت دفعہ ایک زندہ قوم سے مُردہ اور مُردہ قوم سے زندہ افراد پیدا کرتا ہے۔ اور جس طرح اس نے ہماری دنیوی زندگی کے مستقر و مستودع کا حکیمانہ بندوبست کیا ہے حیات اُخروی کے مستقر و مستودع کے سامان اُس سے کہیں بڑھ کر مہیا فرمائے۔ فللہ الحمد والمنۃ وبہ الثقۃ والعصمۃ۔ یہیں سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ جس طرح ہم خدا تعالیٰ کو اُس کے کاموں سے پہچانتے ہیں یعنی جو کام وہ اپنی قدرت کاملہ سے کرتا ہے کسی مخلوق کی طاقت نہیں کہ ویسا کام کر سکے۔ ٹھیک اسی طرح اس کے کلام کو بھی ہم اسی معیار پر جانچ سکتے ہیں کہ خدا کا کلام وہ ہی ہو سکتا ہے کہ اُس جیسا کلام ساری مخلوق مل کر بھی نہ بنا سکے۔ پھر "سا نزل مثل ما انزل اللہ" کا اِدعا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ گویا اس رکوع میں حق تعالیٰ کی صفات و افعال بیان کر کے ان تمام مسائل کی حقیقت پر متنبہ کر دیا گیا جن کی تغلیط گذشتہ رکوع میں کی گئی تھی۔

(۱۳۸) **جنوں کو شریک ٹھہرانے کا مطلب** یا تو "جن" سے مراد یہاں "شیاطین" ہیں چونکہ کفر و شرک کا ارتکاب شیطان کے اغواء سے ہوتا ہے اس لئے اس کے اغواء و اضلال سے غیر اللہ کی عبادت کرنا گویا اُسی کی عبادت ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستی کا رد کرتے ہوئے فرمایا "یا ابت لا تعبد الشیطان" دوسری جگہ ارشاد ہے "الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان" ملائکہ قیامت میں فرمائیں گے۔ "سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

الجن اکثرھم بھم مومنون" اور یا "جن" سے مراد قوم جن لی جائے جن کے بعض سرداروں سے اہل جاہلیت استعانت وتعوذ کیا کرتے تھے۔ وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا (جن رکوع ۱) بہرحال وہ خود ہماری طرح خدا کی عاجز مخلوق ہے۔ پھر مخلوق ہوکر خالق کا شریک کیسے ہوسکتا ہے۔

(۱۳۹) نصاریٰ حضرت مسیحؑ کو بعض یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا اور مشرکین ملائکہ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

(۱۴۰) یعنی پاک ہے شرکت سے اور اُس کی شان بہت بلند ہے ترکیب وتحلیل سے پھر باپ بیٹے کا تصور وہاں کیسے ہوسکتا ہے

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ

نئی طرح پر بنانیوالا آسمان اور زمین کا ف۱۴۱ کیونکر ہوسکتا ہے اُسکے بیٹا حالانکہ اُس کی کوئی عورت نہیں اور اُس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

واقف ہے ف۱۴۲ یہی اللہ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اُسکے پیدا کرنیوالا ہر چیز کا سو تم اُسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز

شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ

پر کارساز ہے ف۱۴۳ نہیں پاسکتیں اس کو آنکھیں اور وہ پاسکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف اور خبردار ہے ف۱۴۴ تمہاری

جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَ

پاس آچکیں نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر نگہبان ف۱۴۵ اور

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ

یوں طرح طرح سے سمجھاتے ہیں ہم آیتیں اور تاکہ وہ کہیں کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ واضح کردیں ہم اُسکو واسطے سمجھ والوں کے ف۱۴۶ تو چل اُس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے

رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ

رب کا کوئی معبود نہیں سوا اُسکے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے ف۱۴۷ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ شرک نہ کرتے ف۱۴۸ اور ہمنے نہیں کیا تجھ کو

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

اُن پر نگہبان اور نہیں ہے تو اُن پر داروغہ ف۱۴۹

(۱۴۱) **اللہ شرکت سے پاک ہے** جس نے تنہا تمام آسمان وزمین بدون کسی نمونہ اور توسط آلات وغیرہ کے ایسے انوکھے طرز پر پیدا کردیے آج اُس کو شرکاء کی امداد اور بیٹے پوتے کا سہارا ڈھونڈھنے کی کیا ضرورت ہے۔

(۱۴۲) تعجب ہے کہ جب کسی مخلوق کو تم حقیقۃً خدا کی اولاد قرار دیتے ہو تو ان بچوں کی ماں کسے تجویز کروگے اور اُس ماں کا تعلق خدا کے ساتھ کس قسم کا مانوگے۔ عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ لیکن یہ جسارت وہ بھی نہیں کرسکے کہ مریم صدیقہ کو (العیاذ باللہ) خدا کی بیوی قرار دے کر تعلقات زناشوی کے قائل ہوجائیں۔ جب ایسا نہیں تو مریمؑ کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ خدا کا بیٹا کیونکر بن گیا۔ دنیا کے دوسرے بچوں کو بھی خدا تعالیٰ اُن کی ماؤں کے پیٹ سے پیدا کرتا ہے اور وہ معاذ اللہ خدا کی نسلی اولاد نہیں کہلاتے۔ یہ فرق کہ کوئی بچہ محض نفخہ جبریلیہ سے بدون توسط اسباب عادیہ کے پیدا کردیا جائے اور دوسروں کو عام

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

اسباب کے سلسلہ میں پیدا فرمائیں، ابوت و نبوت کے مسئلہ پر کچھ اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اسباب و مسببات ہوں یا خوارق عادات، سب کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت کس طرح پیدا کرنا مصلحت و حکمت ہے۔

(۱۴۳) اس کی عبادت اس لئے کرنی چاہئے کہ مذکورہ بالا صفات کی وجہ سے وہ ذاتی طور پر استحقاق معبود بننے کا رکھتا ہے اور اس لئے بھی کہ تمام مخلوق کی کارسازی اُسی کے ہاتھ میں ہے

(۱۴۴) **رُویتِ باری تعالیٰ** حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ اُس کو دیکھ لے ہاں وہ خود از راہ لطف و کرم اپنے کو دکھانا چاہے تو آنکھوں میں ویسی قوت بھی پیدا فرما دے گا۔ مثلاً آخرت میں مومنین کو حسب مراتب رویت ہو گی جیسا کہ نصوص کتاب و سُنّت سے ثابت یا بعض روایات کے موافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "لیلۃ الاسرا" میں رویت ہوئی علیٰ اختلاف الاقوال۔ باقی مواضع میں چونکہ کوئی نص موجود نہیں لہٰذا عام قاعدہ کی بناء پر نفی رویت ہی کا اعتقاد رکھا جائیگا۔ مفسرین سلف میں سے بعض نے ادراک کو احاطہ کے معنی میں لیا ہے یعنی نگاہیں کبھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں آخرت میں بھی رویت ہو گی احاطہ نہ ہو گا۔ ہاں اس کی شان یہ ہے کہ وہ تمام ابصار و مبصرات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس وقت "لطیف" کا تعلق "لاتدرکہ" سے اور "خبیر" کا "وھو یدرک" سے ہو گا۔

(۱۴۵) یعنی اگرچہ خدا ہمیں دکھائی نہیں دیتا مگر اُس کے بصیرت افروز نشانات و دلائل ہمارے سامنے ہیں۔ جو آنکھ کھول کر دیکھے گا خدا کو پالیگا اور جو اندھا بن گیا اُس نے اپنا نقصان کیا میرے ذمہ یہ نہیں کہ کسی کو دیکھنے پر مجبور کر دوں۔

(۱۴۶) یعنی اپنی آیتوں کو مختلف پہلوؤں اور عجیب و غریب انداز سے اس لئے سمجھاتے ہیں کہ آپ سب لوگوں کو پہنچا دیں اور اُن میں استعداد و احوال کے اختلاف سے دو فریق ہو جائیں۔ ضدی اور بد فہم تو یہ کہیں کہ ایسے علوم و معارف اور مؤثر مضامین ایک امّی سے کیسے بن پڑتے ضرور مختلف اوقات میں کسی سے سیکھتے رہے ہونگے۔ پھر پڑھ پڑھا کر ہمارے سامنے پیش کر دیے لیکن سمجھ دار اور انصاف پسند لوگوں پر حق واضح ہو جائیگا اور شیطانی شکوک و شبہات زائل ہو جائیں گے۔

(۱۴۷) آپ خدائے واحد پر بھروسہ کر کے اُس کے حکم پر چلتے رہیں اور مشرکین کے جہل و عناد کی طرف خیال نہ فرمائیں کہ ایسے روشن دلائل و بیانات سننے کے بعد بھی راہ راست پر نہ آئے۔

(۱۴۸) یعنی حق تعالیٰ کی تکوینی حکمت اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ وہ ساری دنیا کو زبردستی مومن بنا دے۔ بیشک وہ چاہتا تو روئے زمین پر ایک مشرک کو باقی نہ چھوڑتا۔ لیکن شروع سے انسانی فطرت کا نظام ہی اس نے ایسا رکھا ہے کہ آدمی کوشش کرے تو یقیناً ہدایت قبول کر سکے۔ تاہم قبول کرنے میں بالکل مجبور و مضطر نہ ہو۔ پہلے اس مسئلہ کی تقریر گذر چکی۔

(۱۴۹) آپ کا فرض تبلیغ اور احکام الٰہی کا اتباع ہے۔ ان کے اعمال کے ذمہ دار اور جوابدہ آپ نہیں ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ

اور تم لوگ بُرا نہ کہو اُن کو جنکی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا پس وہ بُرا کہنے لگینگے اللہ کو بے ادبی سے بدون سمجھے ف۱۵۰ اسی طرح ہمنے مزین کر دیا ہر ایک

أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

فرقہ کی نظر میں اُنکے اعمال کو پھر اُن سب کو اپنے رب کی پاس پہنچنا ہے تب وہ جتلا دیگا اُنکو جو کچھ وہ کرتے تھے ف۱۵۱ اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تاکید

أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا

کہ اگر آوے اُنکے پاس کوئی نشانی تو ضرور اسپر ایمان لاوینگے ف۱۵۲ تو کہہ دے کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو ای مسلمانوں کیا خبر ہے کہ وہ

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

إِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ أَفْـِٔدَتَهُمْ وَأَبْصَـٰرَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِۦٓ أَوَّلَ

نشانیاں آوینگی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آوینگے ۱۵۳ اور ہم اُلٹ دینگے اُن کے دل اور اُن کی آنکھیں جیسے کہ ایمان نہیں لائے نشانیوں پر پہلی

مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِى طُغْيَـٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾ ع ۱۳ ۱۹

بار اور ہم چھوڑے رکھیں گے اُنکو اُنکی سرکشی میں بہکتے ہوئے ۱۵۴

(۱۵۰) **دوسروں کے معبودوں کو بُرا نہ کہو** یعنی تم تبلیغ و نصیحت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے۔ اب جو کفر و شرک یہ لوگ کریں اس کے خود ذمہ دار ہیں۔ تم پر اس کی کچھ ذمہ داری نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ تم اپنی جانب سے بلا ضرورت اُن کے مزید کفر و تعنّت کا سبب نہ بنو۔ مثلاً فرض کیجئے اُن کے مذہب کی تردید یا بحث و مناظرہ کے سلسلہ میں تم غصہ ہو کر اُن کے معبودوں اور مقتداؤں کو سبّ و شتم کرنے لگو، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جواب میں تمہارے معبودِ برحق اور محترم بزرگوں کی بے ادبی کریں گے اور جہالت سے اُنہیں گالیاں دینگے۔ اس صورت میں اپنے واجب التعظیم معبود اور قابل احترام بزرگوں کی اہانت کا سبب تم بنے لہٰذا اس سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہئے۔ کسی مذہب کے اصول و فروع کی معقول طریقہ سے غلطیاں ظاہر کرنا یا اُس کی کمزوری اور رکاکت پر تحقیقی و الزامی طریقوں سے متنبہ کرنا جُداگانہ چیز ہے۔ لیکن کسی قوم کے پیشواؤں اور معبودوں کی نسبت بفرض تحقیر و توہین دلخراش الفاظ نکالنا قرآن نے کسی وقت بھی جائز نہیں رکھا۔

(۱۵۱) یعنی دنیا چونکہ دارِ امتحان ہے۔ اس کا نظام ہم نے ایسا رکھا ہے اور ایسے اسباب جمع کر دیے ہیں کہ یہاں ہر قوم اپنے اعمال اور طور و طریق پر نازاں رہتی ہے، انسانی دماغ کی ساخت ایسی نہیں بنائی کہ وہ صرف سچائی کے قبول اور پسند کرنے پر مجبور ہو غلطی کی طرف جانے کی گنجائش ہی نہ رکھے۔ ہاں خدا کے یہاں جا کر جب تمام حقایق سامنے ہوں گے، پتہ چل جائے گا کہ جو کام دنیا میں کرتے تھے وہ کیسے تھے۔

(۱۵۲) یعنی بعض فرمائشی نشانیاں مثلاً کوہ صفا خالص سونے کا بن جائے۔

(۱۵۳) **فرمائشی معجزات کا مطالبہ اور اُسکا جواب** بعض مسلمانوں کو یہ خیال ہوا کہ اچھا ہو اگر ان کی یہ حجت بھی پوری کر دی جائے۔ اس پر فرمادیا کہ تمہیں کیا خبر ہے کہ یہ سرکش ضدی لوگ فرمائشی نشان دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر سنتہ اللہ کے موافق اس کے مستحق ہونگے کہ فوراً تباہ کر دیے جائیں۔ جیسا کہ اسی سورت کے شروع میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔

(۱۵۴) یعنی جب کفر و سرکشی میں تمادی ہوگی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اُن کے دل اور آنکھیں اُلٹ دیں گے پھر حق کے سمجھنے اور دیکھنے کی توفیق نہ ملیگی۔ موضح القرآن میں ہے کہ "اللہ جن کو ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سُن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی اگر نشانیاں بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنالے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا

اور اگر ہم اُتاریں اُن پر فرشتے اور باتیں کریں اُن سے مُردے اور زندہ کردیں ہم ہر چیز کو اُن کے سامنے تو بھی یہ لوگ ہرگز

لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ

ایمان لانیوالے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ لیکن اُن میں اکثر جاہل ہیں ف۱۵۵ اور اسی طرح کردیا ہم نے ف۱۵۶ ہر نبی کے لئے

عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ

دشمن شریر آدمیوں کو اور جنوں کو جو کہ سکھلاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کے لئے اور اگر تیرا رب

رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے سو تو چھوڑ دے وہ جانیں اور اُنکا جھوٹ ف۱۵۷ اور اسلئے کہ مائل ہوں اُن ملمع کی باتوں کی طرف اُن لوگوں کے دل جن کو یقین نہیں

بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ

آخرت کا اور وہ اُسکو پسند بھی کرلیں اور کئے جاویں جو کچھ بُرے کام کر رہے ہیں ف۱۵۸ سو کیا اب اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ اُسی نے

اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ

اُتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے تیرے رب کی طرف سے

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

ٹھیک سو تو مت ہو شک کرنے والوں میں سے

(۱۵۵) یعنی اگر ان کی فرمائش کے موافق بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر فرض کیجئے آسمان سے فرشتے اُتر کر آپ کی تصدیق کریں اور مُردے قبروں سے اُٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگیں اور تمام اُمتیں جو گذر چکی ہیں دوبارہ زندہ کر کے ان کے سامنے لا کھڑی کی جائیں تب بھی سوء استبداد اور تعنت وعناد کی وجہ سے یہ لوگ حق کو ماننے والے نہیں۔ بیشک اگر خدا چاہے تو زبردستی منوا سکتا ہے۔ لیکن ایسا چاہنا اُس کی حکمت اور تکوینی نظام کے خلاف ہے جس کو ان میں کے اکثر لوگ اپنے جہل کی وجہ سے نہیں سمجھتے۔ اس کی تشریح پچھلے فوائد میں گذر چکی۔

(۱۵۶) یعنی پیدا کردیا ہم نے۔

(۱۵۷) **خیر وشر کے وجود میں حکمت ہے** چونکہ خدا کی حکمت بالغہ تکوینًا اسی کو مقتضی ہے کہ نظام عالم کو جب تک قائم رکھنا منظور ہے خیر وشر کی قوتوں میں سے کوئی قوت بھی بالکل مجبور اور نیست ونابود نہ ہو۔ اس لئے نیکی بدی اور ہدایت وضلالت کی حریفانہ جنگ ہمیشہ سے قائم رہی ہے۔ جس طرح آج یہ مشرکین ومعاندین آپ کو بیہودہ فرمائشوں سے دق کرتے اور بانواع حیل لوگوں کو جادۂ حق سے ڈگمگانا چاہتے ہیں اسی طرح ہر پیغمبر کے مقابل شیطانی قوتیں کام کرتی رہی ہیں کہ پیغمبروں کو اُن کے پاک مقصد (ہدایت خلق اللہ) میں کامیاب نہ ہونے دیں۔ اسی غرض فاسد کے لئے شیاطین الجن اور شیاطین الانس باہم تعاون کرتے اور ایک دوسرے کو فریب دہی اور ملمع سازی کی چکنی چپڑی باتیں سکھاتے ہیں اور ان کی یہ عارضی آزادی اُسی عام حکمت اور نظام تکوینی کے ماتحت ہے جو تخلیق عالم میں حق تعالیٰ نے مرعی رکھی ہے اس لئے آپ اعداء اللہ کی فتنہ پردازی اور مغویانہ فریب دہی سے زیادہ فکر وغم میں

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

نہ پڑیں۔ اِن سے اور اُن کے کذب و افتراء سے قطع نظر کر کے معاملہ خدا کے سپرد کیجئے۔

(۱۵۸) شیاطین کی پرفریب باتیں یعنی شیاطین ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی فریب کی باتیں اس لئے سکھلاتے ہیں کہ انہیں سُن کر جو لوگ دنیا کی زندگی میں غرق ہیں اور دوسری زندگی کا یقین نہیں رکھتے ان ابلہ فریب باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور ان کو دل سے پسند کرنے لگیں اور پھر کبھی بُرے کاموں اور کفر و فسق کی دلدل سے نکلنے نہ پائیں۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

اور تیرے رب کی بات پوری سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اُس کی بات کو اور وہی ہے سُننے والا جاننے والا ف۱۵۹

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ

اور اگر تو کہنا مانیگا اکثر اُن لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور سب

هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

اٹکل ہی دوڑاتے ہیں ف۱۶۰ تیرا رب خوب جاننے والا ہے اُس کو جو بہکتا ہے اُس کی راہ سے اور وہی خوب جاننے والا ہے انکو جو اُسکی راہ پر ہیں

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا

سو تم کھاؤ اُس جانور میں سے جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے ف۱۶۱ اور کیا سبب کہ تم نہیں کھاتے اُس جانور میں

ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ

سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ کہ اُس نے تم پر حرام کیا ہے مگر جب کہ مجبور ہو جاؤ اُسکے کھانے پر ف۱۶۲ اور بہت

كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

لوگ بہکاتے پھرتے ہیں اپنے خیالات پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو ف۱۶۳

(۱۵۹) مومن شیاطین کی باتوں میں نہیں آتے یعنی "شیاطین الانس والجن" کی تلبیس و تلمیع پر بدعقیدہ اور جاہل ہی کان دھر سکتے ہیں۔ ایک پیغمبر یا اس کے متبعین جو ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں خدائے واحد ہی کو اپنا منصف اور حکم مان چکے ہیں کیا اُن سے یہ ممکن ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی چکنی چپڑی باتوں کی طرف کان لگائیں۔ یا معاذ اللہ غیر اللہ کے فیصلہ کے آگے گردنیں جھکا دیں، حالانکہ اُن کے پاس خدا کی طرف سے ایسی معجز اور کامل کتاب آ چکی جس میں تمام اصولی چیزوں کی ضروری توضیح و تفصیل موجود ہے جس کی نسبت علمائے اہل کتاب بھی کتب سابقہ کی بشارات کی بناء پر خوب جانتے ہیں کہ یقیناً یہ آسمانی کتاب ہے جس کی تمام خبریں سچی اور تمام احکام معتدل اور منصفانہ ہیں جن میں کسی کی طاقت نہیں کہ تبدیل و تحریف کر سکے ایسی کتاب اور محفوظ و مکمل قانون کی موجودگی میں کیسے کوئی مسلمان وساوس و اوہام یا محض عقلی قیاسات اور مغویانہ مغالطات کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو ہم نے اپنا حکم اور جس کی کتاب مبین کو دستور العمل تسلیم کیا ہے وہ ہماری ہر بات کو سُننے والا اور ہر قسم کے مواقع و احوال اور اُن کے مناسب احکام و نتائج کی موزونیت کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

(۱۶۰) حق کے معاملے میں اکثریت کا اعتبار نہیں مشاہدہ اور تاریخ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ فہیم، محقق اور با اصول آدمی تھوڑے رہے ہیں۔ اکثریت اُن ہی لوگوں کی ہوتی ہے جو محض خیالی، بے اصول اور اٹکل پچو باتوں کی پیروی کرنے والے ہوں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

اگر تم اسی اکثریت کا کہنا ماننے لگو اور بے اصول باتوں پر چلنا شروع کر دو تو خدا کی بتلائی ہوئی سیدھی راہ سے یقیناً بہک جاؤ گے۔ یہ آپ پر رکھ کر دوسروں کو سُنایا۔

اللہ کے نام کا ذبیحہ جاہل عوام کی ان ہی بے اصول اور اٹکل پچو باتوں میں سے ایک وہ تھی جو انہوں نے ذبیحہ کے مسئلہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو جانور طبعی موت سے مرجائے (یعنی میتہ) اُسے مسلمان حرام کہتے ہیں حالانکہ وہ خدا کا مارا ہوا ہے اور جو خود ان کے ہاتھ کا مارا ہوا ہو اُسے حلال سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے، اس کا جواب اگلی آیتوں میں فکلوا مما ذکر اسم اللہ" سے دیا گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ موضح القرآن میں فرماتے ہیں کہ "یہ کئی آیتیں اس پر اُتریں کہ کافر کہنے لگے مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے، فرمایا کہ ایسی طمع فریب کی باتیں انسانوں کو شبہ میں ڈالنے کے لئے شیطان سکھاتے ہیں۔ خوب سمجھ لو حلال و حرام وغیرہ میں حکم اللہ کا چلتا ہے۔ محض عقلی ڈھکوسلوں کا اعتبار نہیں۔ آگے کھول کر سمجھا دیا کہ مارنے والا سب کا اللہ ہے لیکن اُس کے نام کو برکت ہے جو اس کے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مرگیا سو مردار" تبغیر یسیر۔

(۱۶۱) جب دلائل صحیحہ کی بناء پر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت کو تسلیم کر لیا اور کلی طور پر اس کے احکام پر ایمان لا چکے تو اب فروع و جزئیات کی صحت کو تسلیم کرنا ناگزیر ہے۔ اگر ہر اصل و فرع اور کلی جزئی کا قبول کرنا ہمارے عقلی قیاسات پر موقوف ہو تو وحی و نبوت کی ضرورت ہی نہ رہے۔

(۱۶۲) یعنی اضطرار اور مجبوری کی حالت کو مستثنیٰ کر کے جو چیزیں حرام ہیں اُن کی تفصیل کی جا چکی۔ اُن میں وہ حلال جانور داخل نہیں جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔ پھر اس کے نہ کھانے کی کیا وجہ؟

(۱۶۳) ذبیحہ اور مردار کا فرق مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کو بالواسطہ یا بلاواسطہ خدا ہی پیدا کرتا اور خدا ہی مارتا ہے۔ پھر جس طرح اُس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں بعض کا کھانا ہم کو مرغوب اور مفید ہے جیسے سیب انگور وغیرہ اور بعض چیزوں سے ہم نفرت کرتے ہیں یا مضر سمجھتے ہیں جیسے ناپاک گندی چیزیں اور سنکھیا وغیرہ۔ اسی طرح اُس کی ماری ہوئی چیزیں بھی دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن سے فطرت سلیمہ نفرت کرے یا اُن کا کھانا ہماری بدنی یا روحی صحت کے لئے خدا کے نزدیک مضر ہو۔ مثلاً وہ حیوان دموی جو اپنی طبعی موت سے مرے اور اُس کا خون وغیرہ گوشت میں جذب ہو کر رہ جائے۔ دوسرے وہ حلال و طیب جانور جو باقاعدہ خدا کے نام پر ذبح ہو یہ بھی خدا ہی کا مارا ہوا ہے، جس پر مسلمان کی چھری کے توسط سے اُس نے موت طاری کی۔ مگر عمل ذبح اور خدا کے نام کی برکت سے اُس کا گوشت پاک و صاف ہو گیا۔ پس جو شخص دونوں قسموں کو ایک کرنا چاہے وہ معتدی (حد سے بڑھنے والا) ہوگا

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا

اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب سزا پاویں گے اپنے کئے

يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

کی ف۱۶۴ اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر نام نہیں لیا گیا اللہ کا ف۱۶۵ اور یہ کھانا گناہ ہے اور شیطان

لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا

ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے انکا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہوئے ف۱۶۶ بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر

ع ۱۴ ۱۱ ۱۰

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ

ہمنے اس کو زندہ کردیا اور ہمنے اس کو دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے اُس کو لوگوں میں برابر ہو سکتا ہے اُسکے کہ جس کا حال یہ ہو کہ پڑا ہو اندھیروں میں وہاں سے نکل

مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ

نہیں سکتا اسی طرح مزین کردیے کافروں کی نگاہ میں اُن کے کام ف۱۶۷ اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے

مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

سردار کہ حیلے کیا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں سو اپنی ہی جان پر اور نہیں سوچتے ف۱۶۸ اور جب آتی ہے اُنکے پاس کوئی آیت

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ نہ دیا جاوے ہم کو جیسا کچھ کہ دیا گیا ہے اللہ کے رسولوں کو اللہ خوب جانتا ہے اُس موقع کو کہ جہاں بھیجے اپنے پیغام

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ

عنقریب پہنچے گی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے ہاں اور عذاب سخت اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے تھے ف۱۶۹ سو جس کو اللہ چاہتا

اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا

ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اُسکے سینہ کو واسطے قبول کرنے اسلام کے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کردیتا ہے اس کے سینہ کو تنگ بے

حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

نہایت تنگ گویا وہ زور سے چڑھتا ہے آسمان پر ف۱۷۰ اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب کو ایمان نہ لانے والوں پر

وقف لازم
وقف منزل

(۱۶۴) یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔ کذا فی موضح القرآن۔

(۱۶۵) یعنی نہ حقیقۃً نہ حکماً۔ حنفیہؒ متروک التسمیہ عمداً کے مسئلہ میں ذکر حکمی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(۱۶۶) **احکام کا شرک** | یعنی شرک فقط یہ ہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے۔ بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کسی چیز کی تحلیل و تحریم میں مستند شرعی کو چھوڑ کر محض آراء و اہواء کا تابع ہو جائے۔ جیسا کہ "اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ" کی تفسیر میں مرفوعاً منقول ہے کہ اہل کتاب نے وحی الٰہی کو چھوڑ کر صرف احبار و رہبان ہی پر تحلیل و تحریم کا مدار رکھ چھوڑا تھا۔

(۱۶۷) **مومن اور کافر کا فرق** | پہلے فرمایا کہ شیاطین اپنے رفقاء کے دل میں ڈالتے ہیں کہ وہ مسلمان سے جھگڑا کریں یعنی بحث و جدل، تلبیس و تلمیح اور وسوسہ اندازی کر کے ان کو طریق حق سے ہٹا دیں۔ لیکن اُن کو یہ ہوس خام اپنے دلوں سے نکال دینا چاہئے وہ گروہ یا وہ شخص جو جہل و ضلال کی موت سے مر چکا تھا۔ پھر اس کو حق تعالیٰ نے ایمان و عرفان کی روح سے زندہ کیا اور قرآن کی روشنی عطا فرمائی جسے لیکر وہ لوگوں کے ہجوم میں بے تکلف راہ راست پر چل رہا ہے کیا اس کا حال اغواء شیطانی کے قبول کرنے میں اُن "اولیاء الشیطان" جیسا ہو سکتا ہے جو جہل و ضلالت کی اندھیریوں میں پڑے ٹھوکریں کھا رہے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتے۔ کیونکہ اسی ظلمت کو نور اور برائی کو بھلائی سمجھتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

(۱۶۸) **کفار کی تدابیر خود اُن کے خلاف ہوتی ہیں** | یعنی کچھ آج روسائے مکہ ہی نہیں ہمیشہ کافروں کے سردار حیلے نکالتے رہے ہیں تاکہ عوام الناس پیغمبروں کے مطیع نہ ہو جائیں۔ جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت لیا چاہتا

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

ہے۔ لیکن ان کے یہ حیلے اور داؤ پیچ بحمداللہ پکے ایمانداروں پر نہیں چلتے حیلہ کرنے والے ا ناقبت خراب کر کے خود اپنا ہی نقصان کرتے ہیں جس کا احساس اُنہیں اس وقت نہیں ہوتا۔

(۱۶۹) کفّار کا گستاخانہ مطالبہ اُن کی مکاری اور متکبرانہ حیلہ جوئی کی ایک مثال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے صدق کا جب کوئی نشان دیکھتے تو کہتے کہ ہم ان دلائل ونشانات کو نہیں جانتے۔ ہم تو اس وقت یقین کر سکتے ہیں جب ہمارے اُوپر فرشتے نازل ہوں اور پیغمبروں کی طرح ہم بھی خدا کا پیغام سُنائیں یا خود حق تعالیٰ ہی ہمارے سامنے آجائیں۔" وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملئکۃ او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسھم وعتوا عتوا کبیرا (فرقان رکوع ۳) خیر یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کون شخص اس کا اہل ہے کہ منصب پیغامبری پر سرفراز کیا جائے اور اس عظیم الشان امانت الٰہیہ کا حامل بن سکے۔ یہ نہ کوئی کسبی چیز ہے کہ دعا یا ریاضت یا دنیوی جاہ و دولت وغیرہ سے حاصل ہو سکے اور نہ ہر کس وناکس کو ایسی جلیل القدر اور نازک ذمہ داری پر فائز کیا جا سکتا ہے۔ ہاں ایسے گستاخ، متکبر، حیلہ جو مکاروں کو آگاہ رہنا چاہئے کہ عنقریب اس معزز منصب کی طلب کا جواب اُن کو سخت ذلت اور عذاب شدید کی صورت میں دیا جائیگا۔

(۱۷۰) یعنی زور سے آسمان پر چڑھنا چاہتا ہے مگر چڑھ نہیں سکتا اس لئے سخت تنگ دل ہوتا ہے۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ

اور یہ ہے رستہ تیرے رب کا سیدھا ہمنے واضح کر دیا نشانیوں کو غور کرنے والوں کے واسطے ف۱۷۱ انہی کے لئے ہے سلامتی کا گھر اپنے رب کے

رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ

ہاں اور وہ اُنکا مددگار ہے بسبب اُن کے اعمال کے ف۱۷۲ اور جس دن جمع کریگا اُن سب کو فرمائیگا اے جماعت جنات کی تمنے بہت کچھ تابع کر لئے اپنے

مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ

آدمیوں میں سے ف۱۷۳ اور کہیں گے اُن کے دوستدار آدمیوں میں سے اے رب ہمارے کام نکالا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچے اپنے اُس وعدہ کو جو تو نے ہمارے

اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

لئے مقرر کیا تھا ف۱۷۴ فرمادیگا آگ ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اُسی میں مگر جب چاہے اللہ ف۱۷۵ البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ف۱۷۶ اور اسی طرح ہم

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ

ساتھ ملا دینگے گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے اُن کے اعمال کے سبب ف۱۷۷ اے جماعت جنوں کی اور انسانوں کی کیا نہیں پہنچے تھے تمہارے پاس رسول

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى

تمہی میں کے کہ سناتے تھے تم کو میرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے ف۱۷۸ کہیں گے کہ ہمنے اقرار کر لیا اپنے

اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ

گناہ کا اور اُن کو دھوکا دیا دُنیا کی زندگی نے ف۱۷۹ اور قائل ہو گئے اپنے اوپر اس بات کے کہ وہ کافر تھے ف۱۸۰ یہ اس واسطے کہ تیرا رب

رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝

ہلاک کرنے والا نہیں بستیوں کو اُنکے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۷۱) **ہدایت و اضلال اللہ کے ہاتھ میں ہے** | جو لوگ ایمان لانے کا ارادہ نہیں رکھتے اُن پر اسی طرح عذاب اور تباہی ڈالی جاتی ہے کہ رفتہ رفتہ اُن کا سینہ اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اُس میں حق کے گھُسنے کی قطعاً گنجائش نہیں رہتی۔ پھر یہ ہی ضیق صدر عذاب ہے جو قیامت میں بشکل محسوس سامنے آجائیگا۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "رجس" کا ترجمہ جو عذاب سے کیا ہے اُس کے موافق یہ تقریر ہے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے "رجس" کے معنی عذاب ہی کے لئے ہیں۔ مگر ابن عباس نے یہاں "رجس" سے مراد شیطان لیا ہے۔ شاید اس لئے کہ "رجس" ناپاک کو کہتے ہیں اور شیطان سے بڑھ کر کون ناپاک ہوگا۔ بہرحال اس تفسیر پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح خدا تعالیٰ ایمان سے گھبرانے والوں کا سینہ تنگ کر دیتا ہے اسی طرح اُن پر بے ایمانیوں کی وجہ سے شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے کہ کبھی رجوع الی الحق کی توفیق نہیں ہوتی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "اول فرمایا تھا کہ کافر قسمیں کھاتے ہیں کہ آیت دیکھیں تو البتہ یقین لاویں اور اب فرمایا کہ ہم نہ دینگے ایمان تو کیونکر لاویں گے۔ بیچ میں مردہ حلال کرنے کے حیلے نقل کئے، اب اُس بات کا جواب فرمایا کہ جس کی عقل اس طرف چلے کہ اپنی بات نہ چھوڑے جو دلیل دیکھے کچھ حیلہ بنالے، وہ نشان ہے گمراہی کا اور جس کی عقل چلے انصاف پر اور حکم برداری پر، وہ نشان ہدایت ہے۔ ان لوگوں میں نشان ہیں گمراہی کے اِن پر کوئی آیت اثر نہ کرے گی"۔ باقی اللہ تعالیٰ کی طرف ارادۂ ہدایت و اضلال کی نسبت کرنا، اس کے متعلق متعدد مواضع میں ہم کلام کر چکے ہیں اور آئندہ بھی حسب موقع لکھا جائیگا۔ مگر یہ مسئلہ طویل الذیل اور معرکۃ الآراء ہے اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ اس پر ایک مستقل مضمون لکھ کر فوائد کے ساتھ ملحق کر دیا جائے وباللہ التوفیق۔

(۱۷۲) یعنی جو اسلام و فرمانبرداری کے سیدھے راستہ پر چلیگا وہ ہی سلامتی کے گھر پہنچیگا۔ اور خدا اُس کا ولی و مددگار ہوگا۔ یہ حال تو اُن کا ہوا جن کا ولی خدا ہے (یعنی اولیاء الرحمٰن) آگے اولیاء الشیطان کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

(۱۷۳) **شیاطین جن سے خطاب** | یعنی اے شیاطین الجن تم نے بہت سے بدبخت انسانوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اپنی راہ پر لگا لیا

(۱۷۴) **اطاعتِ شیاطین کا انجام** | دنیا میں جو انسان بُت وغیرہ پوجتے ہیں وہ فی الحقیقت خبیث جن (شیاطین) کی پوجا ہے۔ اس خیال پر کہ وہ ہمارے کام نکالیں گے اُن کو نیازیں چڑھاتے ہیں۔ اور ویسے بھی بہت سے اہل جاہلیت تشویش و اضطراب کے وقت جنوں سے استعانت کرتے تھے۔ جیسا کہ "سورۂ جن" میں اشارہ کیا گیا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے روایات نقل کی ہے جب آخرت میں وہ شیاطین الجن اور انسان برابر پکڑے جائیں گے اور حقائق کا انکشاف ہوگا تب مشرک لوگ یوں عذر کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے پوجا نہیں کی۔ لیکن آپس میں وقتی کارروائی کرتی تھی اور موت کا وعدہ آنے سے پہلے پہلے دنیوی کاروبار میں ہم ایک دوسرے سے کام نکالنے کی کچھ ترکیب کر لیا کرتے تھے اُن کی عبادت مقصود نہ تھی۔

(۱۷۵) **اِلّا ماشاء اللہ کا مطلب** | یہ جو فرمایا "مگر جب چاہے اللہ" اس واسطے کہ دوزخ کا عذاب دائم ہے تو اُسی کے چاہنے سے ہے وہ جب چاہے موقوف کرنے پر قادر ہے۔ لیکن ایک چیز چاہ چکا اور اس کی خبر پیغمبروں کی زبانی دیجا چکی وہ اب ٹل نہیں سکتی۔

(۱۷۶) یعنی مجرموں کے جرائم سے پوری طرح خبردار ہے اور حکمت بالغہ سے ہر جرم کی برمحل اور مناسب سزا دیتا ہے۔

(۱۷۷) **دوزخ میں ظالموں کے طبقات** | جیسے تم نے "شیاطین الجن" اور اُن کے اولیاء انسی کا حال سُنا۔ اسی طرح تمام ظالموں اور گنہگاروں کو اُن کے ظلم اور سیہ کاریوں کے تناسب سے دوزخ میں ہم ایک دوسرے کے قریب کر دینگے۔ اور جو جس درجہ کا ظالم و گنہگار ہوگا اُس کو اسی کے طبقہ عصاۃ میں ملاویں گے۔

(۱۷۸) **ایک اشکال اور اُسکا جواب** | اُوپر جن و انس کی شرارت اور سزا کا بیان تھا اور "اولیاء الجن" کی زبانی فی الجملہ معذرت بھی

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

نقل کی گئی تھی۔ اب بتلایا جاتا ہے کہ اُن کا کوئی عذر معقول اور قابل سماعت نہیں۔ دنیا میں خدا کی حجۃ تمام ہو چکی تھی جس کا خود انہیں بھی اقرار کرنا پڑیگا۔ یہ خطاب "یا معشر الجن والانس" کا قیامت کے دن ہوگا اور مخاطب جن وانس کا یعنی کل مکلفین کا مجموعہ ہے ہر جماعت الگ الگ مخاطب نہیں جو یہ اعتراض ہو کہ رسول تو ہمیشہ انسانوں میں سے آئے قوم جن میں سے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا گیا۔ پھر "رسل منکم" (رسول تم ہی میں کے) کہنا کیسے صحیح ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ مجموعہ مخاطبین میں سے اگر کسی نوع میں بھی ایتان رُسل متحقق ہو جائے جس کی غرض تمام مخاطبین کو بلا تخصیص فائدہ پہنچانا ہو تو مجموعہ کو خطاب کرنے میں کوئی اشکال نہیں رہتا۔ مثلاً کوئی یہ کہے "اے عرب وعجم کے باشندو اور پورب پچھم کے رہنے والو کیا تم ہی میں سے خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل انسان کو پیدا نہیں کیا" اس عبارت کا مطلب کسی کے نزدیک یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو عرب میں پیدا کئے گئے اور دوسرے عجم میں ہونے چاہئیں اسی طرح پورب کے علیحدہ اور پچھم کے علیحدہ محمد ہوں، تب یہ عبارت صحیح ہوگی، علیٰ ہذا القیاس یہاں سمجھ لیجئے کہ "یا معشر الجن والانس الم یأتکم الخ" کا مدلول صرف اس قدر ہے کہ جن وانس کے مجموعہ میں سے پیغمبر بھیجے گئے۔ باقی یہ تحقیق کہ ہر نوع میں سے الگ الگ آئے یا ہر ایک پیغمبر کل افراد جن وانس کی طرف مبعوث ہوا، یہ آیت اس کے بیان سے ساکت ہے۔ دوسری نصوص سے جمہور علماء نے یہ ہی قرار دیا ہے کہ نہ ہر ایک پیغمبر کی بعثت عام ہے اور نہ کسی جن کو اللہ نے مستقل رسول بنا کر بھیجا۔

جنات انسان کے تابع بنائے گئے ہیں اکثر معاشی ومعادی معاملات میں اُن کو حق تعالیٰ نے انسانوں کے تابع بنا رکھا ہے جیسا کہ "سورۂ جن کی آیات اور نصوص حدیثیہ وغیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ کوئی ضابطہ نہیں کہ مخلوق کی ہر نوع کے لئے اُسی نوع کا کوئی شخص رسول ہوا کرے باقی انسانوں کی طرف فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجنے سے جو قرآن کے متعدد مواضع میں انکار کیا گیا ہے، اُس کا اصلی منشاء یہ ہے کہ عام انسان بہیئت الاصلیہ اُس کی رُویت کا تحمل نہیں کر سکتے اور بے اندازہ خوف وہیبت کی وجہ سے مستفید نہیں ہو سکتے اور بصورت انسان آئیں تو بے ضرورت التباس رہتا ہے۔ اسی پر قیاس کر لو کہ اگر قوم جن میں منصب نبوّت کی اہلیت ہوتی تو وہ بھی انسانوں کے لئے مبعوث نہیں کئے جا سکتے تھے۔ کیونکہ وہاں بھی یہ ہی اشکال تھا۔ ہاں رسول انسی کا جن کی طرف مبعوث ہونا اس لئے مشکل نہیں کہ جنوں کے حق میں انسان کی رُویت نہ تو ناقابل تحمل ہے اور نہ انسان کا صوری خوف ورعب استفادہ سے مانع ہو سکتا ہے۔ اِدھر پیغمبر کو حق تعالیٰ وہ قوت قلبی عطا فرما دیتا ہے کہ اُس پر جن جیسی ہیبتناک مخلوق کا کوئی رعب نہیں پڑتا۔

(۱۷۹) یعنی دنیا کی لذات وشہوات نے انہیں آخرت سے غافل بنا دیا۔ کبھی خیال بھی نہ آیا کہ اُس احکم الحاکمین کے سامنے جانا ہے جو ذرہ ذرہ کا حساب لیگا۔

(۱۸۰) **کفار کا آخرت میں اقرار کفر** اس سورت میں اُوپر مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کرینگے۔ پھر حق تعالیٰ تدبیر سے اُنکو قائل کریگا

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ

اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں اُن کے عمل کے اور تیرا رب بے خبر نہیں اُن کے کام سے ف۱۸۱ اور تیرا رب بے پروا ہے رحمت والا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اگر چاہے تو تم کو لے جاوے اور تمہارے پیچھے قائم کر دے جس کو چاہے جیسا تم کو پیدا کیا اوروں کی اولاد سے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ

جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آنیوالا ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے ف۱۸۲ تو کہہ دے اے لوگو تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

سو عنقریب جان لوگے تم کہ کس کو ملتا ہے عاقبت کا گھر بالیقین بھلا نہ ہوگا ظالموں کا ف۱۸۳ اور ٹھہراتے ہیں اللہ کا

مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا

اُس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی میں ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ

كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ

اُن کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے اُن کے شریکوں کی طرف

سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۗؤُهُمْ

کیا ہی بُرا انصاف کرتے ہیں ف۱۸۴ اور اسی طرح مزین کر دیا بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو اُنکے شریکوں نے

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

تاکہ اُن کو ہلاک کریں اور رلا ملا دیں اُن پر اُنکے دین کو ف۱۸۵ اور اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور اُنکا جھوٹ ف۱۸۶

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ڰ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَاۗءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی اور کھیتی ممنوع ہے اُس کو کوئی نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں اُنکے خیال کے موافق اور بعضے مواشی کی پیٹھ پر

ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۗءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

چڑھنا حرام کیا اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ کا اللہ پر بہتان باندھ کر عنقریب وہ سزا دیگا اُنکو اس جھوٹ کی ف۱۸۷

(۱۸۱) یعنی خدا کی یہ عادت نہیں کہ بدون آگاہ اور خبردار کئے کسی کو اُس کے ظلم و عصیان پر دنیا یا آخرت میں پکڑ کر ہلاک کر دے اسی لئے رسول اور نذیر بھیجے کہ وہ خوب کھول کر تمام جن و انس کو اُن کے بھلے بُرے اور آغاز و انجام سے خبردار کر دیں۔ پھر جس درجہ کا کسی کا عمل ہوگا حق تعالیٰ اُس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گا۔

(۱۸۲) **بندوں کے کفر و ایمان سے اللہ بے پروا ہے** خدا نے رسول بھیج کر اپنی حجت تمام کر دی۔ اب اگر تم نہ مانو اور سیدھے راستہ پر نہ چلو گے تو وہ غنی ہے اُسے تمہاری کچھ پروا نہیں۔ وہ چاہے تو تم کو ایک دم میں لیجائے اور اپنی رحمت سے دوسری قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے جو خدا کی مطیع و وفادار ہو اور تم کو لے جا کر دوسری قوم کا لے آنا خدا کے لئے کیا مشکل ہے۔ آج تم اپنے جن آباء و اجداد کے جانشین بنے بیٹھے ہو۔ آخر اُن کو اُٹھا کر تم کو دنیا میں اسی خدا نے جگہ دی ہے۔ بہرحال خدا کا کام رُک نہیں سکتا۔ تم نہ کرو گے دوسری کھڑے کئے جائیں گے۔ ہاں یہ سوچ رکھو کہ یہ ہی بغاوت و شرارت رہی تو خدا کا عذاب اٹل ہے تم اگر سمجھو کر بھاگ کر یا کسی کی پناہ لے کر سزا سے بچ جاؤ گے تو یہ محض حماقت ہے۔ خدا کو ساری مخلوق مل کر بھی اُس کی مشیت کے نفاذ سے عاجز نہیں کر سکتی۔

(۱۸۳) یعنی ہم سب نیک و بد اور نفع و ضرر سے آگاہ کر چکے۔ اس پر بھی اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے باز نہیں آئے تو تم جانو۔ تم اپنا کام کئے جاؤ میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ عنقریب کھل جائیگا کہ اس دنیا کا آخری انجام کس کے ہاتھ رہتا ہے بلاشبہ ظالموں کا انجام بھلا نہیں ہو

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

سکتا۔ آگے اُن کے چند اعتقادی اور عملی ظلم بیان کئے جاتے ہیں جو اُن میں رائج تھے اور سب سے بڑا ظلم وہ ہی ہے جسے فرمایا۔ ان الشرک لظلم عظیم۔

(۱۸۴) **مشرکین کے جاہلانہ عقائد** حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعضا جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا۔ مگر بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے، اُس سے زیادہ ڈرتے" اسی طرح غلہ وغیرہ میں سے اگر بتوں کے نام کا اتفاقاً اللہ کے حصہ میں مل گیا تو پھر جُدا کر کے بتوں کی طرف لوٹا دیتے اور اللہ نام کا بتوں کے حصہ میں جا پڑا تو اُسے نہ لوٹاتے۔ بہانہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تو غنی ہے اس کا کام ہو جائے تو کیا پروا ہے بخلاف بتوں کے کہ وہ ایسے نہیں تماشہ یہ ہے کہ یہ کہہ کر بھی شرماتے نہ تھے کہ جو ایسے محتاج ہوں اُن کو معبود و مستعان ٹھیرانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ بہرحال ان آیات میں ساء ما یحکمون سے مشرکین کی اس تقسیم کا رد کیا گیا ہے۔ یعنی خدا کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی وغیرہ میں سے اول تو اس کے مقابل غیر اللہ کا حصہ لگانا، پھر بُری اور ناقص چیز خدا کی طرف رکھنا کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے۔

(۱۸۵) **قتلِ اولاد** یہاں "شرکاء" کی تفسیر مجاہد نے "شیاطین" سے کی ہے۔ مشرکین کی انتہائی جہالت اور سنگدلی کا ایک نمونہ یہ تھا کہ بعض اپنی بیٹیوں کو سُسر بننے کے خوف سے اور بعض اس اندیشہ پر کہ کہاں سے کھلائیں گے حقیقی اولاد کو قتل کر دیتے تھے اور بعض اوقات منت مانتے تھے کہ اگر اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مُراد پوری ہو گی تو ایک بیٹا فلاں بُت کے نام پر ذبح کریں گے۔ پھر اس ظلم و بے رحمی کو بڑی عبادت اور قربت سمجھتے تھے۔ شاید یہ رسم شیطان نے سنت خلیل الٰہی کے جواب میں سُجھائی ہو گی۔ یہود میں بھی مدت تک قتل اولاد کی رسم بطور ایک عبادت و قربت کے جاری رہی ہے جس کا انبیائے بنی اسرائیل نے بڑی شد و مد سے رد کیا۔ بہرحال اس آیت میں قتل اولاد کی ان تمام صورتوں کی شناعت بیان فرمائی ہے جو جاہلیت میں رائج تھیں۔ یعنی شیاطین قتلِ اولاد کی تلقین و تزئین اس لئے کرتے ہیں کہ اس طرح لوگوں کو دنیا و آخرت دونوں جگہ تباہ و برباد کر کے چھوڑیں اور اُن کے دین میں گڑبڑی ڈال دیں کہ جو کام ملت ابراہیمی و اسماعیلی کے بالکل مضاد و منافی ہے، اُسے ایک دینی کام اور قربت و عبادت باور کرائیں والعیاذ باللہ کجا سنت ابراہیمی اور کجا یہ حماقت و جہالت؟

(۱۸۶) اسی طرح کی آیت "ولو اننا" کے شروع میں گذر چکی۔ وہاں جو کچھ ہم نے لکھا ہے نیز اسی مضمون کی دوسری آیات کے تحت میں لکھا گیا۔ اُسے ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۱۸۷) **مزید جاہلانہ عقائد** مثلاً مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں یا صرف مہنت کھا سکیں جو بتخانوں کے مجاور تھے۔ یہ قیود اپنے خیال میں بعض مواشی اور کھیتوں کے متعلق عائد کر رکھی تھیں جو بتوں کے نام پر وقف کئے جاتے تھے اسی طرح بعض جانوروں کی پیٹھ پر سواری اور بار برداری کو حرام سمجھتے تھے بعض جانوروں کی نسبت یہ قرار دیا تھا کہ ذبح کرنے یا سواری لینے یا دودھ نکالنے کے وقت اُن پر خدا کا نام نہ لیا جائے کہیں بتوں کی چیز میں خدا کی شرکت نہ ہو جائے۔ پھر غضب یہ تھا کہ ان خرافات اور جہالتوں کو خدا کی طرف نسبت کرتے تھے گویا اُس نے معاذ اللہ یہ احکام دیے ہیں اور ان ہی طریقوں سے اُس کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ایسی بدعنوانیوں کے ساتھ یہ افترا و بہتان۔ عنقریب ان گستاخیوں کی سزا سے اُن کو دوچار ہونا پڑے گا۔

وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ

اور کہتے ہیں جو بچہ ان مویشی کے پیٹ میں ہے اُس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہے ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مُردہ

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوٓا

ہو تو اُس کے کھانے میں سب برابر ہیں وہ سزا دیگا اُن کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا جاننیوالا ہے ف۱۸۸ بیشک خراب ہوئے جنہوں نے قتل کیا

أَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَآءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا

اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سمجھے اور حرام ٹھہرایا اُس رزق کو جو اللہ نے اُنکو دیا بہتان باندھکر اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے سیدھی

مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا ع ۱۶ ۳

راہ پر ف۱۸۹ اور اُسی نے پیدا کئے باغ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے ف۱۹۰ اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں

أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَآ أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ

اُنکے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جُدا جُدا بھی ف۱۹۱ کھاؤ اُنکے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو اُنکا حق

يَوْمَ حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٤١﴾ وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا ۚ كُلُوا

جس دن اُن کو کاٹو اور بیجا خرچ نہ کرو اُس کو خوش نہیں آتے بیجا خرچ کرنیوالے ف۱۹۲ اور پیدا کئے مواشی میں بوجھ اُٹھانیوالے اور زمین سے لگے ہوئے ف۱۹۳ کھاؤ

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿١٤٢﴾

اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے صریح ف۱۹۴

(۱۸۸) ایک مسئلہ یہ بنا رکھا تھا کہ بحیرہ اور سائبہ کو اگر ذبح کیا اور اُس کے پیٹ میں سے زندہ بچہ نکلا تو اُسے مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور مُردہ نکلے تو سب کھا سکتے ہیں۔ اِس طرح کے بے سند مسئلے گھڑنے والوں کے جرائم سے غافل بے خبر نہیں۔ ہاں وہ اپنی حکمت کے موافق مناسب وقت میں اُن کو مناسب سزا دے گا۔

(۱۸۹) اس سے بڑی خرابی، گمراہی اور نقصان و خسران کیا ہوگا کہ بیٹھے بٹھائے بلا وجہ دنیا میں اپنی اولاد و اموال سے محروم اور سنگدلی بداخلاقی و جہل میں مشہور ہوئے اور آخرت کا دردناک عذاب سر پر رکھا۔ نہ عقل سے کام لیا نہ شرع کو پہچانا، پھر سیدھی راہ پر آتے تو کیسے آتے۔

(۱۹۰) جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں۔ مثلاً انگور وغیرہ اور جو ایسے نہیں مثلاً کھجور، آم وغیرہ تنہ دار درخت یا خربوزہ تربوز وغیرہ جن کی بیل بدون کسی سہارے کے زمین پر پھیلتی ہے۔

(۱۹۱) یعنی صورت شکل میں ملتے جلتے، مزہ میں جُدا جُدا۔

(۱۹۲) **پھلوں اور غلّوں کے احکام** یعنی جو غلے اور پھل حق تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں اُن کے کھانے سے بدون سند کے مت رکو ہاں دو باتوں کا خیال رکھو، ایک یہ کہ کاٹنے اور اُتارنے کے ساتھ ہی جو اللہ کا حق اُس میں ہے وہ ادا کر دو۔ دوسرے فضول اور بے موقع خرچ مت کرو۔ اللہ کے حق سے یہاں کیا مراد ہے، اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن کثیر کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتداً مکہ معظمہ میں کھیتی اور باغ کی پیداوار میں سے کچھ حصہ نکالنا واجب تھا جو مساکین و فقراء پر صرف کیا جائے مدینہ طیبہ پہنچ کر ۲ سنہ ہجری میں اُس کی مقدار وغیرہ کی تعیین و تفصیل کر دی گئی۔ یعنی بارانی زمین کی پیداوار میں (بشرطیکہ خراجی نہ ہو) دسواں حصہ اور جس میں پانی دیا جائے بیسواں حصہ واجب ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۹۳) بوجھ اٹھانیوالے جیسے اُونٹ وغیرہ اور زمین سے لگے ہوئے چھوٹے قدوقامت کے جانور جیسے بھیڑ بکری۔
(۱۹۴) اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے منتفع ہونا چاہیئے۔ شیطان کے قدموں پر چلنا یہ ہے کہ اُن کو خواہی نخواہی بدون حجت شرعی کے حرام کر لیا جائے یا شرک وبت پرستی کا ذریعہ بنا لیا جائے۔ شیطان کی اس سے زیادہ کھلی ہوئی دشمنی کیا ہوگی کہ اُن نعمتوں سے تم کو دنیا میں محروم رکھا اور آخرت کا عذاب رہا سو الگ۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ

پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ میں سے دو ف۱۹۵ اور بکری میں سے دو پوچھ تو کہ دونوں نر اللہ نے حرام کئے ہیں

الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ

یا دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اُس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے بتلاؤ مجھ کو سند اگر تم سچے ہو ف۱۹۶ اور

مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ

پیدا کئے اُونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو پوچھ تو دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اُس پر مشتمل

عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے کیا تم حاضر تھے جس وقت تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا پھر اُس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر

اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ

جھوٹا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے بلا تحقیق بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو ف۱۹۷ تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اُس

مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ

وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانیوالے پر جو اُس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا گوشت

خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ

سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جاوے اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جاوے نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی کرے تو تیرا رب

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

بڑا معاف کرنیوالا ہے نہایت مہربان ف۱۹۸ اور یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے حرام کی تھی

شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۗ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا

اُن کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو چربی کہ ملی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہم نے اُنکو سزا دی تھی اُنکی شرارت پر اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ

سچ کہتے ہیں ف۱۹۹ پھر اگر تجھ کو جھٹلاویں تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی وسعت ہے اور نہیں ٹلیگا اُس کا عذاب

الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

گنہگار لوگوں سے ف۲۰۰

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۱۹۵) یعنی ایک نر ایک مادہ اس طرح ہر نوع میں دو دو زوج ہوئے اور مجموعہ آٹھ ہو گیا۔

(۱۹۶) **اشیاء کی تحلیل و تحریم اللہ کا کام ہے** یعنی کسی چیز کو حلال و حرام کہنا صرف اللہ کے حکم سے ہو سکتا ہے۔ پھر ان میں سے نر کو یا مادہ کو یا بچہ کو جو مادہ کے پیٹ میں ہے اگر تم سب آدمیوں کے یا بعض کے حق میں حرام کہتے ہو جیسا کہ پچھلی آیات میں گذرا، اس کی سند تمہارے پاس کیا ہے۔ جب خدائی حکم ہونے کی کوئی سند نہیں رکھتے تو محض آراء و اہوا سے خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو حلال یا حرام کہنا اس کا مرادف ہے کہ خدائی کا منصب معاذ اللہ تم اپنے لئے تجویز کرتے ہو یا خدا پر جان بوجھ کر افتراء کر رہے ہو۔ دونوں صورتیں تباہ کن اور مہلک ہیں۔

(۱۹۷) اشیاء کی تحلیل و تحریم محض خدا کے حکم سے ہو سکتی ہے، اور خدا کا حکم یا بواسطۂ انبیاء پہنچے گا یا بلاواسطہ حق تعالیٰ کسی کو مخاطب فرمائے تو اُسے معلوم ہو۔ یہاں دونوں صورتیں منفی ہیں۔ پہلی شق کے انتفاء پر بنبئونی بعلم الخ میں اور دوسری کی نفی پر ام کنتم شھداء اذ وصّاکم الخ میں متنبہ فرمایا ہے۔ پھر مشرکین کے دعاوی میں افتراء و اضلال کے سوا اور کیا چیز باقی رہ گئی۔ بلاشبہ اُس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جو خدا پر بہتان باندھے اور علم و تحقیق سے تہیدست ہونے کے باوجود لوگوں کو باطل اور غلط مسائل بیان کر کے گمراہ کرتا پھرے۔ جس شخص نے اس قدر ڈھٹائی اختیار کر لی اور ایسے ظلم عظیم پر کمر باندھ لی، اُس کے ہدایت پانے کی توقع رکھنا فضول ہے۔

(۱۹۸) **حرام جانوروں کی تفصیل** حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "یعنی جن جانوروں کا کھانا دستور ہے اُن میں سے یہ ہی حرام ہے" اس آیت میں کفار کو یہ بتلانا ہے کہ جو چیزیں اوپر مذکور ہوئیں حلال تھیں جن کو تم نے حرام بنا لیا اب وہ چیزیں بتلائی جاتی ہیں جو واقعی حرام ہیں اور تم اُن کو حلال سمجھتے ہو۔ باقی مضمون آیت کی تفسیر و توضیح "سورہ مائدہ کے شروع میں حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الخ کے نیچے گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

(۱۹۹) **یہودیوں پر احکام میں سختی کی سزا** یعنی اصلی حرمت تو اُن چیزوں میں ہے جو اُوپر مذکور ہوئیں، البتہ وقتی مصلحت سے بعض چیزیں عارضی طور پر بعض اقوام پر پہلے حرام کی جا چکی ہیں۔ مثلاً یہود پر اُن کی شرارتوں کی سزا میں ہر ناخن (کھر) والا جانور جس کی انگلیاں پھٹی نہ ہوں جیسے اُونٹ، شتر مرغ، بطخ وغیرہ حرام کیا گیا تھا۔ نیز گائے بکری کی جو چربی پشت یا انتڑیوں پر نہ لگی ہو یا ہڈی کے ساتھ نہ ملی ہو، اُن پر حرام کر دی گئی تھی۔ جیسے گُردہ کی چربی۔ بنی اسرائیل کا دعویٰ غلط ہے کہ یہ چیزیں ابراہیم و نوح علیہما السلام کے زمانہ ہی سے مستمر طور پر حرام چلی آتی ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی چیز ابراہیمی میں حرام نہ تھی۔ یہود کی نافرمانیوں اور شرارتوں کی وجہ سے یہ سب چیزیں حرام ہوئیں۔ جو کوئی اس کے خلاف دعویٰ کرے جھوٹا ہے۔ جیسے پارہ "لن تنالوا" کے شروع میں قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین سے ان دعویٰ کرنیوالوں کو چیلنج دیا گیا ہے۔

(۲۰۰) یعنی رحمت کی سمائی سے تم اب تک بچے ہو، نہ جانو کہ عذاب ٹل گیا کذا فی موضح القرآن۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ

اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم اور نہ ہمارے باپ دادے اور نہ ہم حرام کر لیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلایا کئے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ

اُن سے اگلے یہاں تک کہ اُنہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے پاس کہ اُس کو ہمارے آگے ظاہر کرو تم تو نری اٹکل

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ

پر چلتے ہو اور صرف تخمینے ہی کرتے ہو تو کہہ دے بس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تم سب کو ف۲۰۱ تو کہہ کر

هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا

لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ نے حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ ایسی گواہی دیں بھی تو تو نہ اعتبار کر اُن کا اور نہ

تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ ع ۱۸ ۵

چل اُن کی خوشی پر جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین نہیں کرتے آخرت کا اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اوروں کو ف۲۰۲ تو کہہ

تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ۖ وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ

تم آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا ہے تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اُسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو

مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا

مفلسی سے ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور اُن کو ف۲۰۳ اور پاس نہ جاؤ بیحیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اُس میں سے اور جو پوشیدہ ہو ف۲۰۴ اور مار

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

نہ ڈالو اُس جان کو جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر ف۲۰۵ تم کو یہ حکم کیا ہے تاکہ تم سمجھو ف۲۰۶

(۲۰۱) **مشرکین کا استدلال** گذشتہ رکوع میں مشرکین سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ جن حلال وطیب چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا لیا ہے اور اس تحریم کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہو، اس کی سند اور دلیل لاؤ۔ یہاں اُن کی دلیل بیان کی گئی ہے جو وہ پیش کرنے والے تھے۔ یعنی اگر اللہ چاہتا تو اس کو قدرت تھی کہ ہم کو اور ہمارے اسلاف کو اس تحریم سے بلکہ تمام مشرکانہ افعال واقوال سے روک دیتا۔ جب نہ روکا اور یوں ہی ہوتا چلا آیا تو ثابت ہوا کہ اُس کے نزدیک ہماری یہ کارروائیاں پسندیدہ ہیں ناپسند ہوتیں تو ان کے کرنے میں ہم کو اب تک کیوں آزاد چھوڑتا سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ایک نیک نام اور مدبر گورنمنٹ کسی باغیانہ تحریک میں حصہ لینے والے کو باوجود یقینی اطلاع اور کافی قدرت کے پہلے ہی دن پکڑ کر پھانسی نہیں دیدیتی۔ وہ اس کی حرکات کی نگرانی رکھتی ہے کبھی رویہ درست رکھنے کی ہدایت کرتی ہے اور موقع دیتی ہے کہ آدمی ایسی حرکات کا انجام سوچ کر خود سنبھل جائے۔ کبھی اصلاح سے مایوس ہو کر ڈھیل چھوڑتی ہے کہ اس کی بغاوت کا ایسا باضابطہ اور مکمل مواد فراہم ہو جائے جس کے بعد اُس کی انتہائی مجرمانہ غداری قانونی حیثیت سے علیٰ رؤس الاشہاد ثابت کی جا سکے۔ ان تمام صورتوں میں مجرم کی باگ ڈھیلی چھوڑ دینے اور فوراً سزا نہ دینے سے کیا یہ ثابت ہوگا کہ گورنمنٹ کی نظر میں وہ کارروائی جرم وبغاوت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی نگاہ میں ان افعال کا جرم ہونا اوّل تو اس کے شائع کئے ہوئے قانون سے ظاہر ہے۔ دوسرے جب یہ مجرم مہلت پوری ہونے پر عدالت کے کٹہرے میں لایا جائیگا۔ اور باضابطہ اثبات واظہار جرم کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا بھگتے گا۔ تب برأی العین مشاہدہ ہو جائیگا کہ گورنمنٹ کی نظر میں یہ کتنا بڑا جرم تھا۔

مشرکین کو مہلت دینے کی حکمت بہرحال گورنمنٹ کا کسی جرم پر باوجود علم وقدرت رکھنے کے کسی مصلحت سے فوری سزا جاری نہ کرنا اس کی دلیل نہیں کہ وہ جرم کو جرم نہیں سمجھتی۔ اسی پر قیاس کر لیجئے کہ وہ احکم الحاکمین ابتدائے آفرینش سے آج تک بتوسط اپنے صادق القول اور پاکباز نائبین کے ہر قسم کے قوانین واحکام سے بندوں کو مطلع فرماتا رہا اور کھول کھول کر بتلا دیا کہ کونسی بات اُس کے

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

یہاں پسندیدہ اور کونسی ناپسند ہے کبھی پے بہ پے اور کبھی تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ان احکام و ہدایات کی یاددہانی بھی ہوتی رہی۔ اس دوران میں خلاف ورزی کرنے والوں سے مسامحت کی حد تک مسامحت کی گئی۔ معمولی تنبیہات کی ضرورت ہوئی تو وقتاً فوقتاً انہیں بھی کام میں لایا گیا۔ اور جن کی شقاوت کا پیمانہ لبریز ہونے والا تھا انہیں ڈھیل دی گئی کہ وہ صاف اور علانیہ طور پر اپنے کو خدا کی انتہائی سزا کا مستحق ٹھہرا کر کیفر کردار کو پہنچیں۔ چنانچہ بہت سی قومیں اپنے جرائم کی پاداش کا دنیا میں تھوڑا تھوڑا مزہ چکھ چکی ہیں۔ پھر ان حالات کی موجودگی میں کسی قوم کے چند روز جرائم میں مبتلا رہنے اور فوراً نہ پکڑے جانے سے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ وہ جرائم (معاذ اللہ) خدا کے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ ورنہ خدا انہیں ایک گھنٹہ کی بھی مہلت نہ دیتا۔

مشرکین کا دوسرا استدلال اور جواب رہا یہ سوال کہ خدا نے انسان کی ساخت ہی ابتداء سے ایسی کیوں نہ بنا دی کہ وہ برائی کی طرف قطعاً نہ جا سکتا اور اس طرح فطرۃً اُسے مجبور کر دیا جاتا کہ نیکی اور بھلائی کے سوا کوئی چیز اختیار نہ کر سکے۔ اگر غور کیا جائے تو اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ایسا کیوں نہ پیدا کر دیا گیا کہ وہ انسان ہی نہ رہتا۔ یا تو اینٹ پتھر بن جاتا جو ادراک و شعور اور کسب و اختیار سے یکسر خالی ہو۔ یا گدھے گھوڑے وغیرہ جانوروں کی طرح جزئی احساس و ارادہ رکھنے والا حیوان ہوتا جو ازل سے ابد تک اپنے مخصوص و متشابہ افعال و احوال کے محدود دائرہ میں چکر لگاتا رہے، اور یا بہت عزت دی جاتی تو فرشتوں کی صفوں میں بٹھلا دیا جاتا جو محض طاعت و عبادت کے اختیار کرنے پر مجبور و مفطور ہیں۔ الحاصل یہ کلی ادراکات اور عظیم الشان کسبی تصرفات رکھنے والی ترقی کن نوع ہی صفحۂ ہستی پر نہ لائی جاتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انسان اپنے شرف و کرامت کا بلند بانگ دعویٰ رکھتے ہوئے ایسی جرأت نہ کرے گا کہ سرے سے اپنی نوع کے وجود ہی کا مخالف ہو جائے۔ پھر اگر نوع انسانی کا مع اس کی عقلی و عملی قوتوں اور کسب و اختیار کی موجودہ آزادی کے پیدا کرنا نظام عالم کی تکمیل کے لئے ضروری تھا تو اس نظام تکوینی کے آثار و نتائج کا قبول کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مادی اور معاشی زندگی کے شعبوں میں تو انسانوں کی عقلی و کسبی آزادی کی بدولت بے شمار انواع و اقسام کے مختلف مظاہر سامنے آئیں۔ لیکن معادی و روحانی میدانوں میں وہ ہی دل و دماغ اور کسب و اختیار کی قوتیں رکھنے والے انسان سب کے سب ایک ہی پگڈنڈی پر چلنے کے لئے مجبور ہو جائیں اور کوئی ایک قدم اِدھر اُدھر ہٹانے کی قدرت نہ رکھے۔ پس اگر نوع انسان کا بحقیقۃ الموجودہ مجموعۂ عالم میں پایا جانا ضروری ہے تو نیک و بد کا اختلاف بھی لابدی ہوگا اور یہ ہی اختلاف کا وجود بڑی دلیل اس کی ہے کہ ہر وہ فعل جو وقوع میں آئے ضروری نہیں کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو، ورنہ مختلف و متضاد افعال کی موجودگی میں ماننا پڑیگا کہ مثلاً خوش اخلاقی بھی خدا کو پسند ہو اور بداخلاقی بھی۔ ایمان لانا بھی پسند ہو اور نہ لانا بھی، جو صریحاً باطل ہے۔ بیشک خدا اگر چاہتا تو انسان کی ساخت ایسی بنا سکتا تھا کہ سب ایک ہی راستہ پر چلنے کے لئے مجبور ہو جاتے، لیکن جب ایسا واقع نہیں ہوا تو یہ ہی حجۃ بالغہ اور بلورا الزام اُن لوگوں پر ہے جو لو شاء اللہ ما اشرکنا کہہ کر مشیت و رضائے الٰہی میں تلازم ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس قدر شدید اختلافات کی موجودگی میں ان کے اصول کے موافق کہنا پڑیگا کہ مثلاً توحید خالص بھی اللہ کے نزدیک صحیح اور مرضی ہو اور اُس کی نقیض شرک جلی بھی، و قس علیٰ ہذا ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مشرکین کا یہ استدلال لو شاء اللہ ما اشرکنا محض لغو اور باطل ہے۔ کوئی علمی اصول اُن کے پاس نہیں جسے عقل مندوں کے سامنے پیش کر سکیں۔ محض اٹکل کے تیر اور تخمینی باتیں ہیں جن کو خدا کی حجۃ بالغہ بکلی رد کرتی ہے جس کی طرف فلو شاء لھدٰکم اجمعین میں اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی انسان کی فطرت ایسی نہیں بنائی گئی کہ سب کے سب راہ ہدایت پر چل پڑیں۔ اُس کو کسب و اختیار کی وہ آزادی حق جلّ و علا نے عطا فرمائی ہے جس کا عطا کیا جانا کسی مخلوق کے لئے ممکن تھا۔ اس لئے لازم ہے کہ اس آزادی کے استعمال کے وقت راہیں مختلف ہو جائیں، کوئی نیکی کو اختیار کرلے کوئی بدی کو کوئی حق تعالیٰ کی رضاء و رحمت کا مظہر بن جائے کوئی غضب کا۔ اس

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

طرح وہ آخری مقصد جو خالق کائنات نے آفرینش عالم سے ارادہ کیا ہے یعنی اپنی صفات جمال وجلال کا اظہار علی الوجہ الاتم پورا ہو..... لیبلوکم ایکم احسن عملا ورنہ اگر تمام عالم ایک ہی حال پر فرض کر لیا جائے تو بعض صفات الٰہیہ کا ظہور ممکن ہوگا، اور دوسری بعض کے ظہور کے لئے کوئی محل نہ ملیگا۔

یہاں تک جو کچھ ہم نے کہا وہ اس تقدیر پر تھا کہ مشرکین کے قول لو شاء اللہ ما اشرکنا سے یہ غرض ہو کہ وہ اپنے خرافات وکفریات کا استحسان ثابت کرنا چاہتے تھے جیسا کہ اُن کے احوال سے ظاہر ہے اور اگر کلام مذکور سے اُن کی غرض صرف معذرت ہو کہ جو کچھ خدا چاہتا ہے وہ ہم سے کراتا ہے، اچھا ہو یا بُرا، بہرحال اُس کی مشیت سے ہے۔ پھر مشیت الٰہی کے مقابلہ میں انبیاء ورسل ہم سے کیوں مزاحمت کرتے ہیں اور عذاب الٰہی کا ڈراوا کیوں سناتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس خدا کی مشیت سے تم ان افعال شنیعہ کا کسب کرتے ہو، اُسی کی مشیت سے انبیاء ورُسل تمہاری مزاحمت کرتے ہیں اور وہ ہی مشیت تمہارے کسب پر مناسب عذاب بھیجتی ہے۔ جس طرح قدرت نے سانپ کو پیدا کیا اور وہ ہی مارگزیدہ کے حق میں ہلاکت کا اثر مرتب کرتی ہے خواہ سانپ کے کاٹنے میں مارگزیدہ کے فعل واختیار کو کچھ دخل ہو یا نہ ہو اسی طرح تمہارے شرک وکفر میں ہلاکت دائمی کی، اور ایمان وعمل صالح میں نجات ابدی کی تاثیرات رکھ دینا بھی اُسی قدرت ومشیت ایزدی کا کام ہے جس سے تمام سلسلہ اسباب ومسببات کی تخلیق ہوئی ہے۔ پس اگر تم اپنے مشرکانہ اطوار سے باز نہ آنے میں مشیت کے عموم سے احتجاج کر سکتے ہو تو ارسال رُسل اور انزال عذاب وغیرہ امور کو بھی اُسی مشیت کی کارفرمائی کا نتیجہ سمجھ کر خدا کی حجۃ بالغہ کو تمام سمجھو۔ بے شک خدا چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لگا دیتا۔ لیکن اُس نے تمہاری سوء استعداد کی وجہ سے ایسا نہیں چاہا۔ آخر تمہارے سوء اختیار سے جو افعال صادر ہوئے اُن کا طبعی اثر عذاب کی صورت میں مرتب ہو کر رہا۔ والعیاذ باللہ۔

(۲۰۲) یعنی دلیل عقلی کا حال تو اوپر معلوم ہو چکا اب اگر اس من گھڑت تحریم پر کوئی نقلی دلیل رکھتے ہو تو وہ لاؤ کیا تمہارے پاس ایسے گواہ موجود ہیں جو یہ بیان کریں کہ اُن کے روبرو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام ٹھہرایا تھا؟ ظاہر ہے کہ ایسے واقعی گواہ کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر دو چار گستاخ جھوٹے بے حیا یہی گواہی دینے کو کھڑے ہو جائیں تو ایسوں کی بات پر کان نہ دھرو اور نہ اُن کی خواہشات کی پروا کرو یہاں تک اُن چیزوں کا بیان تھا۔ جنہیں مشرکین نے محض اپنی رائے وہوا سے حرام ٹھہرا رکھا تھا، پھر اُس تحریم کے لئے حیلے اور باطل عذر پیش کرتے تھے۔ آگے وہ چیزیں بیان کی جاتی ہیں۔ جنہیں خدا نے حرام کیا اور ہمیشہ سے حرام رہی ہیں لیکن یہ مشرکین اُن میں مبتلا ہیں۔

(۲۰۳) **مفلسی کے ڈر سے اولاد کا قتل** عرب مفلسی کی وجہ سے بعض اوقات اولاد کو قتل کر دیتے تھے کہ خود ہی کھانے کو نہیں اولاد کو کہاں سے کھلائیں۔ اِسی لئے فرمایا کہ رزق دینے والا تو خدا ہے تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی۔ دوسری جگہ بجائے "من املاق" خشیۃ املاق" فرمایا ہے یعنی مفلسی کے ڈر سے قتل کر ڈالتے تھے۔ یہ اُن کا ذکر ہوگا جو فی الحال مفلس نہیں مگر ڈرتے ہیں کہ جب عیال زیادہ ہوگا تو کہاں سے کھلائیں گے۔ چونکہ پہلے طبقہ کو عیال سے پہلے اپنی روٹی کی فکر ستا رہی تھی اور دوسرے کو زیادہ عیال کی فکر نے پریشان کر رکھا تھا، شاید اسی لئے یہاں املاق کے ساتھ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ اور اُس آیۃ میں خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ کے ساتھ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ارشاد فرمایا۔ واللہ اعلم۔

(۲۰۴) **بُری نظر ڈالنے کی مذمت** "پاس نہ جاؤ" سے شاید یہ مراد ہو کہ ایسے کاموں کے مبادی ووسائل سے بھی بچنا چاہئے مثلاً زنا کی طرح نظر بد سے بھی اجتناب لازم ہے۔

(۲۰۵) الا بالحق کا استثناء ضروری تھا۔ جس میں قاتل عمد، زانی محصن اور مرتد عن الاسلام کا قتل داخل ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح وارد ہو چکی اور ائمہ مجتہدین اس پر اجماع کر چکے ہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۲۰۶) **حرام کاموں کی تفصیل** اس آیت سے ان چیزوں کا حرام ہونا ثابت ہوا ۱ شرک باللہ ۲ والدین کے ساتھ بدسلوکی ۳ قتل اولاد ۴ سب بے حیائی کے کام مثلاً زنا وغیرہ ۵ کسی شخص کو ناحق قتل کرنا۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر اُس طرح سے کہ بہتر ہو یہاں تک کہ پہنچ جاوے اپنی جوانی کو ف۲۰۷ اور پورا کرو ماپ اور تول کو

بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ

انصاف سے ہم کسی کے ذمہ وہی چیز لازم کرتے ہیں جسکی اُسکو طاقت ہو ف۲۰۸ اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ اپنا قریب ہی ہو ف۲۰۹ اور اللہ کا عہد

اَوْفُوْا ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ

پورا کرو ف۲۱۰ تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور

لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ

مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستہ سے ف۲۱۱ یہ حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم بچتے رہو پھر

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ

دی ہم نے موسیٰ کو کتاب واسطے پورا کرنے نعمت کے نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے اور ہدایت اور

رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ ع

رحمت کے لئے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا یقین کریں ف۲۱۲

ع ۱۹ ۲

(۲۰۷) **مال یتیم کی حفاظت** یتیم کے مال میں بیجا تصرف کرنا حرام ہے۔ ہاں بہتر و مشروع طریقہ سے احتیاط کے ساتھ اس میں ولی یتیم تصرف کر سکتا ہے۔ جب یتیم جوان ہو جائے اور اپنے فرائض کو سنبھال سکے تو اس کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۲۰۸) یعنی اپنی طاقت کے موافق ان احکام کی بجاآوری میں کوشش کرو۔ اسی کے تم مکلف ہو۔ خدا کسی کو اس کی مقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

(۲۰۹) یعنی حق و انصاف کی بات کہنے میں کسی کی قرابت و محبت مانع نہ ہونی چاہئے۔

(۲۱۰) اس کے اوامر و نواہی کی پابندی سے عمل کرو۔ خدا کے لئے جو نذر مانو یا قسم کھاؤ بشرطیکہ غیر مشروع بات کی نہ ہو اُسے پورا کرنا چاہئے۔

(۲۱۱) **صراط مستقیم** یعنی احکام مذکورہ بالا کی پابندی اور خدا کے عہد کو اعتقاداً و عملاً پورا کرنا یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے جس کی طلب سورہ فاتحہ میں تلقین کی گئی تھی۔ یہ راہ تم کو دکھلا دی گئی اب چلنا تمہارا کام ہے۔ جو کوئی اس کے سوا دوسرے راستہ پر چلا وہ خدا کے راستہ سے بھٹکا۔

(۲۱۲) **پچھلی شریعتوں میں بھی احکام** معلوم ہوتا ہے کہ جو احکام اُوپر قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم سے پڑھ کر سنائے گئے یہ ہمیشہ سے جاری تھے۔ تمام انبیاء اور شرائع کا ان پر اتفاق رہا کیا۔ بعدہٗ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ اُتاری جس میں احکام شرع کی مزید تفصیل درج تھی۔ تورات عطا فرما کر اُس زمانہ کے نیک کام کرنیوالوں پر خدا نے اپنی نعمت پوری کر دی۔ ہر ضروری چیز کو شرح و بسط سے بیان فرما دیا۔ اور ہدایت و رحمت کے ابواب مفتوح کر دیے۔ تاکہ اُسے سمجھ کر لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کا کامل یقین حاصل کریں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ

اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہمنے اُتاری برکت والی سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو ف۲۱۳ اس واسطے کہ کبھی تم کہنے لگو کہ کتاب جو اُتری

الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ

تھی سو اُن ہی دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو تو اُن کے پڑھنے پڑھانے کی خبر ہی نہ تھی ف۲۱۴ یا کہنے لگو کہ ہم

اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

ہم پر اُترتی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے اُن سے بہتر سو آچکی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت

وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ

اور رحمت ف۲۱۵ اب اس سے زیادہ ظالم کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتوں کو اور اُن سے کتراوے ہم سزا دینگے اُن کو جو ہماری آیتوں سے

عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

کتراتے ہیں بُرا عذاب بدلے میں اس کترانے کے ف۲۱۶ کاہے کی راہ دیکھتے ہیں لوگ مگر یہی کہ اُن پر آئیں

الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ

فرشتے یا آئے تیرا رب یا آئے کوئی نشانی تیرے رب کی جس دن آئیگی ایک نشانی تیرے رب کی کام نہ آئیگا

نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ

کسی کے اُس کا ایمان لانا جو کہ پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی تو کہہ دے

انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

تم راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں ف۲۱۷

(۲۱۳) **قرآن کریم کا اتباع** یعنی تورات تو تھی ہی جیسی کچھ تھی، لیکن ایک یہ کتاب ہے (قرآن کریم)، جو اپنے درخشان اور ظاہر و باہر حسن و جمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اس کی ظاہری و باطنی برکات اور صوری و معنوی کمالات کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ؎ بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد ۔۔ برنگ اصحاب صورت را بہ بوار ارباب معنی را۔ اب دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر خدا کی رحمت سے حظ وافر لینا چاہتے ہو تو اس آخری اور مکمل کتاب پر چل پڑو اور خدا سے ڈرتے رہو کہ اس کتاب کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہونے نہ پائے۔

(۲۱۴) **قرآن پوری دنیا کے لئے حجت ہے** یعنی اس مبارک کتاب (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب کے اُمیین کے لئے یہ کہنے کا بھی موقع نہیں چھوڑا گیا کہ پیشتر جو آسمانی کتابیں شرائع الٰہیہ کو لے کر اُتریں وہ تو ہمارے علم کے موافق اُنہی دو فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر اُتریں بیشک وہ لوگ آپس میں اُسے پڑھتے پڑھاتے تھے اور بعضے اس کا ترجمہ بھی عربی میں کرتے تھے مثلاً ورقہ بن نوفل وغیرہ اور بہت سے مدت تک اس دھن میں لگے رہے کہ عرب کو یہودی یا نصرانی بنالیں۔ لیکن ہمیں اُن کی تعلیم و تدریس سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ اس سے بحث نہیں کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ پڑھتے پڑھاتے تھے، وہ چیز کہاں تک اپنی اصلی سماوی صورت میں محفوظ تھی۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ اُن شرائع و کتب کی اصلی مخاطب فقط قوم بنی اسرائیل تھی۔ خواہ اس تعلیم کے بعض اجزاء مثلاً توحید اور اصول دینیہ

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

کی دعوت کو وسعت دے کر بنی اسرائیل کے سوا دوسری اقوام کے حق میں بھی عام کر دیا گیا ہوتا ہم جو شریعت اور کتاب سماوی بہیات مجموعی کسی خاص قوم پر اُسی کے مخصوص فائدہ کے لئے اُتری ہو اس کے درس و تدریس سے اگر دوسری اقوام خصوصاً عرب جیسی غیور و خوددار قوم کو دلچسپی اور لگاؤ نہ ہو تو کچھ مستبعد نہیں بنا بریں وہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی آسمانی کتاب و شریعت ہماری طرف نہیں آئی اور جو کسی مخصوص قوم کے لئے آئی اُس سے ہم نے چنداں واسطہ نہیں رکھا پھر ہم ترک شرائع پر کیوں ماخوذ ہونگے۔ مگر آج اُن کے لئے اس طرح کے حیلے حوالوں کا موقع نہیں رہا۔ خدا کی حجت، اُس کی روشن کتاب اور ہدایت و رحمت عامہ کی بارش خاص اُن کے گھر میں اُتاری گئی۔ تاکہ وہ اولاً اس سے مستفید ہوں۔ پھر اس امانت الٰہیہ کو تمام احمر و اسود اور مشرق و مغرب کے باشندوں تک حفاظت و احتیاط کے ساتھ پہنچا دیں۔ کیونکہ یہ کتاب کسی خاص قوم و ملک کے لئے نہیں اُتاری گئی۔ اس کا مخاطب تو سارا جہان ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل و توفیق سے عرب کے ذریعہ سے خدا کا یہ عام اور آخری پیغام آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

(۲۱۵) یعنی پہلی اُمتوں کا حال سن کر شاید تم کو ہوس ہوتی اور دل میں ولولہ اُٹھتا کہ ہمارے پاس خدا کی کتاب آتی تو ہم دوسروں سے بڑھ کر عمل کر کے دکھلاتے۔ سو تم کو اُن سے بہتر کتاب دے دی گئی اب دیکھیں کون کیا کام کر کے دکھلاتا ہے۔

(۲۱۶) اب ایسی بے مثال روشن کتاب آنے کے بعد اگر اس کی آیتوں کو کوئی جھٹلائے اور اس کے احکام قبول کرنے سے کترائے یا دوسروں کو روکے، اُس سے بڑا ظالم کون ہوگا (تنبیہ) صدف عنہا کے دونوں معنی سلف سے منقول ہیں "روکنا" اور "اعراض کرنا"۔ مترجم علام نے دوسرے معنی لے کر "کترائے" ترجمہ کیا ہے۔

(۲۱۷) **سورج کا مغرب سے طلوع ہونا** یعنی اللہ کی طرف سے ہدایت کی جو حد تھی وہ پوری ہو چکی، انبیاء تشریف لائے، شریعتیں اُتریں کتابیں آئیں حتیٰ کہ اللہ کی آخری کتاب بھی آچکی، تب بھی نہیں مانتے تو شاید اب اس کے منتظر ہیں کہ اللہ آپ آئے یا فرشتے آئیں یا قدرت کا کوئی بڑا نشان (مثلاً قیامت کی کوئی بڑی علامت) ظاہر ہو، تو یاد رہے کہ قیامت کے نشانوں میں سے ایک نشان وہ بھی ہے جس کے ظاہر ہونے کے بعد نہ کافر کا ایمان لانا معتبر ہوگا نہ عاصی کی توبہ۔ صحیحین کی احادیث بتلاتی ہیں کہ یہ نشان آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا ہے۔ یعنی جب خدا کا ارادہ ہوگا کہ دنیا کو ختم کرے اور عالم کا موجودہ نظام درہم برہم کر دیا جائے تو موجودہ قوانین طبیعیہ کے خلاف بہت سے عظیم الشان خوارق وقوع میں آئیں گے اُن میں سے ایک یہ ہے آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ غالباً اس حرکت مقلوبی اور رجعت قہقری سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہو کہ جو قوانین قدرت اور نوامیس طبیعیہ دنیا کے موجودہ نظم و نسق میں کارفرما تھے، اُن کی میعاد ختم ہونے اور نظام شمسی کے اُلٹ پلٹ ہو جانے کا وقت آپہنچا ہے۔ گویا اُس وقت سے عالم کبیر کے نزع اور جانکنی کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اور جس طرح عالم صغیر (انسان) کی جانکنی کے وقت کا ایمان اور توبہ مقبول نہیں کیونکہ وہ حقیقت میں اختیاری نہیں ہوتا، اسی طرح طلوع الشمس من المغرب کے بعد مجموعہ عالم کے حق میں یہی حکم ہوگا کہ کسی کا ایمان و توبہ معتبر نہ ہو۔ بعض روایات میں طلوع الشمس من مغربہا کے ساتھ چند دوسرے نشانات بھی بیان ہوئے ہیں مثلاً خروج دجّال، خروج دابہ وغیرہ۔ اُن روایات کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ان سب نشانات کا مجموعہ متحقق ہوگا اور وہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ طلوع الشمس من المغرب بھی متحقق ہو، تو دروازہ توبہ کا بند کر دیا جائیگا الگ الگ ہر نشان پر یہ حکم متفرع نہیں۔ ہمارے زمانہ کے بعض ملحدین جو ہر غیر معمولی واقعہ کو استعارہ کا رنگ دینے کے خوگر ہیں وہ طلوع الشمس من المغرب کو بھی استعارہ بنانے کی فکر میں ہیں۔ غالباً اُن کے نزدیک قیامت کا آنا بھی ایک طرح کا استعارہ ہی ہوگا۔ (تنبیہ) یہ جو کہا کہ "آئیں فرشتے یا آئے تیرا رب" اس کی تفسیر "سیقول" کے نصف پر آیت ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام کے تحت میں گذر چکی وہاں دیکھ لیا جائے اور جملہ او کسبت

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

فی ایمانہا خیرًا کا عطف امنت من قبل پر ہے۔ اور تقدیر عبارت کی ابن المنیر وغیرہ محققین کے نزدیک یوں ہے۔ لا ینفع نفسًا ایمانہا او کسبہا خیرًا لم تکن امنت من قبل او لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرًا یعنی جو پہلے سے ایمان نہیں لایا اس وقت اس کا ایمان نافع نہ ہوگا اور جس نے پہلے سے کسب خیر نہ کیا اس کا کسب خیر نافع نہ ہوگا۔ (یعنی توبہ قبول نہ ہوگی)۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ

جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے بہت سی فرقے تجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ان کا کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر

يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٦٠﴾ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَاءَ

وہی جتلائیگا ان کو جو کچھ وہ کرتے تھے ف۲۱۸ جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی تو اسکے لئے اس کا دس گنا ہے اور جو کوئی لاتا ہے

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ

ایک برائی سو سزا پائیگا اسی کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف۲۱۹ تو کہہ دے مجھ کو سجھائی میرے رب نے راہ

مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ

سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا ف۲۲۰ اور نہ تھا شرک والوں میں ف۲۲۱ تو کہہ کہ

صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ

میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک ف۲۲۲ اور یہی

أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾

مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں ف۲۲۳

(۲۱۸) **دین میں فرقہ بندی** پچھلے رکوع میں قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الخ سے بہت سے احکام بیان فرما کر ارشاد ہوا تھا وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ یعنی صراط مستقیم (دین کی سیدھی راہ) ہمیشہ سے ایک رہی ہے اس سے ہٹ کر گمراہی کے راستے بہت ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین اصولی حیثیت سے اسی ایک راہ پر چلے اور لوگوں کو بلاتے رہے۔ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ (شوریٰ۔ رکوع ۲) اصول دین میں ان کے باہم کوئی تفریق نہیں۔ زمان و مکان اور خارجی احوال کے اختلاف سے فروع شرعیہ میں جو تفاوت ہوا وہ تفرق نہیں۔ بلکہ ہر وقت کے مناسب رنگ میں ایک ہی مشترک مقصد کے ذرائع حصول کا تنوع ہے۔ جو دین انبیائے سابقین لے کر آئے، موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بھی اس کی مخالفت کے لئے نہیں بلکہ اس کی تکمیل و تفصیل کی غرض سے اتاری گئی۔ سب کے آخر میں قرآن آیا جو تمام کتب سابقہ کی تتمیم و تصدیق اور ان کے علوم و معارف کی حفاظت کرنے والا ہے۔ درمیان میں ان کتب و شرائع سے اعراض کرنے والوں کا حال بیان کر کے ان الذین فرقوا دینہم سے پھر اصل مطلب کی طرف عود کیا گیا۔ یعنی دین الٰہی کا راستہ (صراط مستقیم) ایک ہے جو لوگ اصل دین میں پھوٹ ڈال کر جدا جدا راہیں نکالنے اور فرقہ بندی کی لعنت میں گرفتار ہوتے ہیں خواہ وہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا وہ مدعیان اسلام جو مستقبل میں عقائد دینیہ کی چادر کو پھاڑ کر پارہ پارہ کرنے والے تھے، ان لوگوں سے آپ کو کچھ واسطہ اور سروکار نہیں۔ یہ سب فتفرق بکم عن سبیلہ میں داخل

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

ہیں۔ آپ ان سے بیزاری اور برأت کا اظہار کر کے خدا کے اسی ایک راستہ (صراط مستقیم) پر جمے رہئے اور ان کا انجام اللہ کے حوالہ کیجئے، وہ ان کو دنیا یا آخرت میں جتلا دے گا۔ جو کچھ دین میں گڑبڑ کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرقوا دینھم کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جو باتیں یقین لانے کی ہیں۔ (اصول دین) ان میں فرق نہ چاہئے اور جو کرنے کی ہیں (فروع دین) اُن کے طریقے کئی ہوں تو بُرا نہیں"۔

(۲۱۹) **نیکی اور بُرائی کی جزاء** ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون میں ان کے افعال شنیعہ کی مجازات پر متنبہ کیا گیا تھا۔ ساتھ ہی ہر نیک و بد کی مجازات کا عام قانون بتلا دیا کہ بھلائی کا بدلہ کم از کم دس گنا ہے اور بُرائی کا زائد از زائد اس کی برابر یعنی جس نے ایک نیکی کمائی تو کم از کم ویسی دس نیکیوں کا ثواب ملیگا زائد کی حد نہیں واللہ یضاعف لمن یشاء اور جو ایک بدی کا مرتکب ہوا تو ویسی ایک بدی کی جس قدر سزا مقرر ہے۔ اس سے آگے نہ بڑھیں گے، تخفیف کر دیں یا بالکل معاف فرما دیں، یہ اختیار ہے۔ پھر جہاں وفور رحمت کی یہ کیفیت ہو وہاں ظلم کا کیا امکان ہے۔

(۲۲۰) یعنی ایک خدا ہی کا ہو رہا تھا۔

(۲۲۱) یعنی تم دین میں جتنی چاہو راہیں نکالو اور جس قدر معبود چاہو ٹھہرا لو۔ مجھ کو تو میرا پروردگار صراط مستقیم بتلا چکا اور وہ ہی خالص توحید اور کامل تفویض و توکل کا راستہ ہے جس پر موحد اعظم ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ بڑے زور شور سے چلے جن کا نام آج بھی تمام عرب اور کل ادیان سماویہ غایت عظمت و احترام سے لیتے ہیں۔

(۲۲۲) **آنحضرتؐ کا مقام توحید و تفویض** اس آیت میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے جس پر ہمارے سید و آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہوئے۔ نماز اور قربانی کا خصوصیت سے ذکر کرنے میں مشرکین پر جو بدنی عبادت اور قربانی غیر اللہ کے لئے کرتے تھے۔ تعریض ہو گیا۔

(۲۲۳) عموماً مفسرین "وانا اول المسلمین" کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس اُمت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اوّل المسلمین ہیں۔ لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد کے موافق آپ اوّل الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ یہاں اولیت زمانی مراد نہ ہو۔ بلکہ تقدم رتبی مراد ہو۔ یعنی میں سارے جہان کے فرمانبرداروں کی صف میں نمبر اوّل اور سب سے آگے ہوں۔ شاید مترجم محقق قدس سرہٗ نے ترجمہ میں "سب سے پہلا فرمانبردار ہوں" کی جگہ "سب سے پہلے فرمانبردار ہوں" کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا ہو۔ کیونکہ محاورات کے اعتبار سے یہ تعبیر اولیت رتبی کے ادا کرنے میں زیادہ واضح ہے واللہ اعلم۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا

تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب اور وہی ہے رب ہر چیز کا ف۲۲۴ اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اُس کے ذمہ پر ہے اور بوجھ

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

نہ اُٹھائیگا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کی پاس ہی تم سب کو لوٹ کر جانا ہے سو وہ جتلائیگا جس بات میں تم جھگڑتے تھے ف۲۲۵

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ

اور اُسی نے تم کو نائب کیا ہے زمین میں ف۲۲۶ اور بلند کر دیئے تم میں درجے ایک کے ایک پر ف۲۲۷ تاکہ آزمائے تم کو

فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾

اپنی دی ہوئی حکموں میں تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ف۲۲۸

النصف ۸

Brought To You By www.e-iqra.info

Sponsored by Ahmad Brothers

(۲۲۴) پہلے توحید فی الالوہیۃ کا ذکر تھا اب توحید فی الربوبیت کی تصریح فرمائی۔ یعنی جس طرح معبود اس کے سوا کوئی نہیں، مستعان بھی کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ استعانت ربوبیت عامہ پر متفرع ہے۔ ایاك نعبد وایاك نستعین۔

(۲۲۵) **ہر شخص اپنے عمل کا جواب وہ ہے** کفار مسلمانوں سے توحید وغیرہ میں جھگڑتے اور کہتے تھے کہ تم توحید کی راہ چھوڑ کر ہمارے راستہ پر آجاؤ۔ اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو وہ ہمارے سر وقال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم (العنکبوت رکوع ۱) یہاں اس کا جواب دیدیا کہ ہر ایک کا گناہ اسی کے سر ہے کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا بار نہیں اٹھا سکتا۔ باقی تمہارے جھگڑے اور اختلافات خدا کے یہاں جاکر سب طے ہوجائیں گے یہ دنیا فیصلہ کی جگہ نہیں، امتحان وآزمائش کا گھر ہے جیسا کہ اگلی آیت میں آگاہ فرمایا۔

(۲۲۶) **انسان اللہ کا نائب ہے** یعنی خدا نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا کہ تم اس کے دیے ہوئے اختیارات سے کام لے کر کیسے کیسے حاکمانہ تصرفات کرتے ہو، یا تم کو باہم ایک دوسرے کا نائب بنایا کہ ایک قوم جاتی ہے تو دوسری قوم اس کی جانشین ہوتی ہے۔

(۲۲۷) **انسانوں میں فرق مراتب** یعنی تمہارے آپس میں بیحد فرق مدارج رکھا۔ چنانچہ شکل وصورت، رنگت، لہجہ، اخلاق وملکات محاسن ومساوی، رزق، دولت، عزت وجاہ وغیرہ میں افراد انسانی کے بے شمار درجات ہیں۔

(۲۲۸) یعنی ظاہر ہوجائے کہ ان حالات میں کون شخص کہاں تک خدا کا حکم مانتا ہے۔ ابن کثیر نے فیما اتاکم سے وہ مختلف احوال و درجات مراد لئے ہیں جن میں حسب استعداد ولیاقت اُن کو رکھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر آزمائش کا حاصل یہ ہوگا کہ مثلاً غنی حالت غناء میں رہ کر کہاں تک شکر کرتا ہے اور فقیر حالت فقر میں کس حد تک صبر کا ثبوت دیتا ہے وقس علیٰ ہذا۔ بہرحال اس آزمائش میں جو بالکل نالائق ثابت ہوا۔ حق تعالیٰ اُس کے حق میں سریع العقاب اور جس سے قدرے کوتاہی رہ گئی اس کے حق میں غفور اور جو پورا اترا اس کے لئے رحیم ہے۔

(تمت سورۃ الانعام بعون اللہ الملک العلام)

Brought To You By www.e-iqra.info